

دینی مدارس کے طلبہ کیلئے نایاب تحفہ

# آسان میراث (مکمل)

جس میں ذوی الارحام، خنسی، حل، مفقود، تخرج، ہبہ،  
مقاسمہ جیسے مسائل کو آسان انداز میں حل کیا گیا ہے



مؤلف  
مولانا محمد عثمان رفیق

استاذ مدرسہ بیت العلوم کراچی

پستہ فرمودہ

حضرت مولانا مفتی عبد المنان مٹا

نائب مفتی و استاذ دارالعلوم کراچی

مولانا مفتی  
رضا الحق

استاذ الحدیث و مفتی دارالعلوم زکریا جنووی الفریقہ

بیت العلوم و سنت

دینی مدارس کے طلباء کیلئے نایاب تحفہ

# آسکانِ میراث

جس میں تقسیمِ وراثت کے مسائل کو  
سراجی کے طرز پر حل کیا گیا ہے

مؤلفہ

مولانا مجتہد عثمان نووی والہ

استاد مدرسہ بحیث العلم کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

11020510

اسٹاکسٹ

## مکتبہ بیت العلم

فدا منزل نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی۔

فون: 0322-2583199 +92-213-2726509 موبائل:

ویب سائٹ: www.mbi.com.pk

کتاب کا نام: ..... آسان میراث

تاریخ اشاعت: ..... جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ بمطابق مئی ۲۰۱۰ء

ناشر: ..... ادارة السعيد

### ملنے کے دیگر پتے

☆ مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور۔ فون: 0423-7224228

☆ مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور۔ فون: 0423-7228196

☆ مکتبہ امدادیہ، فی۔ بی روڈ، ملتان۔ فون: 061-4544965

☆ کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، مدینہ کاتھ مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون: 051-5771798

☆ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ۔ فون: 081-662263

☆ کتاب مرکز، فیروز روڈ، سکسٹر۔ فون: 071-5625850

☆ بیت القرآن، نزد اکرم بارون والی گلی، چھوکی گھٹی، حیدرآباد۔ فون: 022-3640875

نوٹ: یہ کتاب آپ بیت العلم سے بذریعہ VP بھی منگوا سکتے ہیں۔

برائے کیلزماریٹنگ: 0322-2583199

## تقریظ

مَحْضَرِ مَوْفِقِ عَمَلِ اِمَامِ اَبِیْ حَبِیْبٍ

تَأْتِبُ مَفْهْمِی وَاَسْتَاذِ اِلْعُلُوْمِ کَرَامِی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم وعلی آلہ واصحابہ وآل بیتہ ومن

تبعہم الی یوم الدین ، اما بعد!

بندہ نے زیر نظر رسالہ ”آسان میراث“ کے مختلف مقامات پر نظر دوڑائی جس میں میراث کے اصول وقواعد کو آسان الفاظ میں مختلف مثالوں کے ذریعہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، طلبہ واساتذہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اس رسالہ میں تمرینی مشقوں کا خاص طور پر اضافہ کیا گیا ہے، جو مسائل سمجھنے اور اس فن میں مہارت حاصل کرنے کا بہتر طریقہ ہے۔

آج کل درس نظامی میں فن میراث کو پڑھانے کے لیے اگرچہ مشہور ومعروف کتاب ”سراجی“ پڑھائی جاتی ہے لیکن تمرینات اور مشقوں کی طرف پوری توجہ نہ دینے کی وجہ سے طلبہ اس کے پڑھنے میں دقت محسوس کرتے ہیں جس کی وجہ سے کماحقہ استفادہ نہیں کر سکتے، زیر نظر رسالہ میں اس ضرورت کو بھرپور انداز سے پورا کیا گیا ہے۔

عزیز القدر مولانا عثمان نوری والے جامعہ دارالعلوم کراچی کے فاضل ہیں اور ماشاء اللہ فراغت کے بعد سے جامعہ بیت العلم سے منسلک ہیں اور اب تک کئی مفید

کتابیں لکھ چکے ہیں جو عوام و خواص میں مقبول ہیں، زیر نظر رسالہ اگرچہ ان کی باقاعدہ تالیف نہیں بلکہ ان کے درسی افادات کا مجموعہ ہے جس پر انہوں نے نظر ثانی کر کے اسے باقاعدہ شائع کیا ہے۔

بندہ کی نظر میں یہ رسالہ بہت مفید ہے اور طلبہ کے لیے اچھا تحفہ ہے، نیز اس سے عوام و خواص بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو نافع بنائیں اور مولف کی دیگر کتابوں کی طرح اسے مقبول بنائیں اور انہیں اس طرح کی مفید کتابیں لکھنے کی مزید توفیق عطا فرمائیں۔ آمین واللہ المستعان۔

محمد عبید اللہ خان منیر  
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی  
۱۲/۲۲ - ۱۲/۲۸

<https://darsenizamibooks.wordpress.com/>

## فہرست

صفحہ	عنوان
۱۰	عرض مؤلف
۱۲	مقدمہ
۱۲	علم فرائض کی تعریف
۱۲	اصطلاحی تعریف
۱۲	ترکہ کی تعریف
۱۵	وجہ تسمیہ
۱۶	علم میراث کی فضیلت و اہمیت
۱۸	شریعت کے مطابق تقسیم وراثت کی اہمیت
۲۲	جو چیزیں میراث پر مقدم ہیں
۲۲	تجہیز و تکفین کا بیان
۲۹	قرض کا بیان
۳۲	وصیت کا بیان
۴۱	جو چیزیں میراث پانے سے محروم کر دیتی ہیں
۴۱	غلامی
۴۲	قتل
۴۳	اختلاف دین

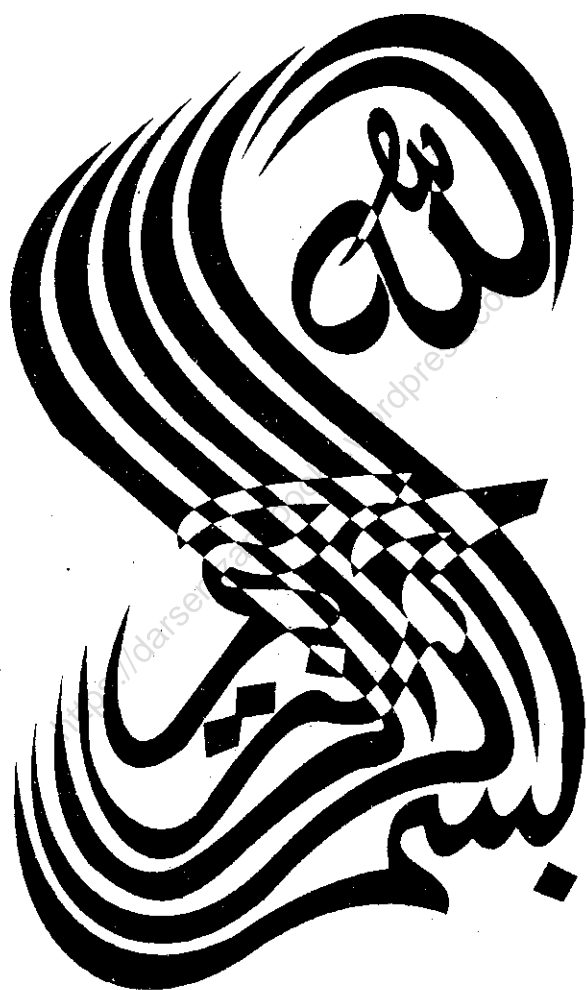
۴۵	اختلاف ممالک و وطن
۴۷	ذوی الفروض کا بیان
۴۸	ذوی الفروض کے حالات
۴۸	باپ کے حالات
۴۹	دادا کے حالات
۴۹	اخینافی بھائی اور بہن کے حالات
۵۰	شوہر کے حالات
۵۰	بیوی کے حالات
۵۱	بٹی کے حالات
۵۱	پوتی کے حالات
۵۲	حقیقی بہن کے حالات
۵۳	علاقائی بہن کے حالات
۵۴	ماں کے حالات
۵۵	دادی و نانی (جدہ) کے حالات
۵۶	فائدہ
۵۹	عصبات کا بیان
۶۲	سوالات حل کرنے کا طریقہ
۶۴	مشق نمبر ۱

- ۶۷ عول کا بیان -----
- ۶۹ سب سے پہلے عول کا مسئلہ کب پیش آیا؟ -----
- ۷۰ مشق نمبر ۲ (عول کے سوالات) -----
- ۷۲ رد کا بیان -----
- ۷۷ مشق نمبر ۳ (رد کے سوالات) -----
- ۷۹ کچھ باتیں حساب کی -----
- ۸۰ نسب اربعہ کا بیان -----
- ۸۴ تصحیح کا بیان -----
- ۸۵ تصحیح لکھنے کا طریقہ -----
- ۸۹ فیصد نکالنے کا طریقہ -----
- ۹۱ مشق نمبر ۴ (تصحیح کے سوالات) -----
- ۹۲ مناسخہ کا بیان -----
- ۱۰۱ مشق نمبر ۵ (مناسخہ کے سوالات) -----
- ۱۰۸ جوابات مشق نمبر ۱ -----
- ۱۱۵ جوابات مشق نمبر ۲ (عول) -----
- ۱۱۸ جوابات مشق نمبر ۳ (رد) -----
- ۱۲۲ جوابات مشق نمبر ۴ (تصحیح) -----
- ۱۲۵ جوابات مشق نمبر ۵ (مناسخہ) -----



## فہرست

صفحہ	عنوان
۱۲۹	تقریظ
۱۳۰	عرض مؤلف
۱۳۲	ذوی الارحام
۱۳۳	قواعد
۱۳۴	صنف اول
۱۴۰	صنف ثانی
۱۴۲	صنف ثالث
۱۴۸	صنف رابع
۱۵۶	نقشہ متعلق ذوی الارحام
۱۶۲	مشق نمبر (۱) (ذوی الارحام کے سوالات)
۱۶۴	خفی کا بیان
۱۶۶	جمل کا بیان
۱۷۲	مفقود کا بیان
۱۷۷	تخارج
۱۸۱	حصہ کے احکام
۱۸۲	زندگی میں جائیداد تقسیم کرنے کے احکام
۱۸۵	مقاسمہ جد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## عرض مؤلف

الحمد لله رب العالمین الذی له میراث السموات والارضین و الصلوة والسلام علی سیدنا و مولانا محمد النبی الرسول الامین، الذی جعل الفرائض نصف الدین، و علی آلہ و اصحابہ اجمعین، و علی کل من تبعهم باحسان الی یوم الدین۔ اما بعد

میراث ایک اہم موضوع ہے جسے نصف علم قرار دیا گیا ہے جہاں دین کے اور معاملات میں سستی برتی جا رہی ہے یہ علم بھی بے توجہی کا شکار ہے۔ ہمارے معاشرے میں میراث کی شرعی تقسیم کا تصور تقریباً ناپید ہوتا جا رہا ہے اس حالت میں اس کی طرف جتنی توجہ دینی چاہئے تھی وہ تو درکنار بلکہ الٹا اس سے لاپرواہی برتی جا رہی ہے۔

میراث پڑھانے میں ایک بڑی غلطی یہ کی جاتی ہے کہ میراث کے مسائل کی مشق کرائے بغیر براہ راست سراجی پڑھائی جاتی ہے جس سے نہ صحیح معنی میں سراجی سمجھ میں آتی ہے اور نہ ہی طلباء میراث کے مسائل حل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ بندہ تقریباً پندرہ سال سے سراجی پڑھا رہا ہے میرے خیال میں اگر پہلے بنیادی قواعد بتا کر خوب مشق کرائی جائے جب سوالات حل کرنے پر مہارت

ہو جائے پھر سراجی پڑھائی جائے تو طلباء نہ صرف کتاب سمجھتے ہیں بلکہ ان کے لئے یہ موضوع دلچسپ ہو جاتا ہے۔

دوسری ایک بڑی کوتاہی علم حساب سے برتی جا رہی ہے۔ آج دنیا میں جو مادی ترقی نظر آرہی ہے اس میں بنیادی چیز حساب کا فن ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔ علم میراث میں جس حساب کی ضرورت پڑتی ہے وہ ابتدائی درجہ کا حساب ہے اور تعجب ہے کہ ہم اس حساب سے بھی ناواقف ہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ ہم جس طرح حساب سے عدم مناسبت کی وجہ سے میراث کے مسائل حل کرنے پر قدرت نہیں رکھتے اس طرح اس فن سے مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے امت کے بہت سارے مسائل کے حل کرنے سے ہم عاجز نظر آئیں گے۔ متقدمین علماء فن حساب سے نہ صرف آشنا تھے بلکہ ایک مستقل فن کی حیثیت سے وہ اس کے حصول کی سعی بھی کرتے تھے۔

میراث کے احکام تو نص یا اجماع اور اجتہاد سے ثابت ہیں لیکن طریقہ حساب کوئی منصوص نہیں اس لئے حساب میں ذرا سی بصیرت رکھنے والا ایک مسئلہ کئی طریقہ سے حل کر سکتا ہے اور وہ کسی قدیم طریقہ پر اکتفاء و انحصار نہیں کرتا اور جو اس فن سے نا آشنا ہے اس کی مثال لکیر کے فقیر کی ہے۔ یہی وجہ ہے وہ جدید علوم سے آراستہ طبقہ جو جدید حساب سے مناسبت رکھتا ہے ہم ان کو میراث کے

مسائل ان کی زبان میں سمجھانے سے قاصر نظر آئیں گے، بلکہ بندہ نے بعض جدید تعلیم یافتہ حضرات کو دیکھا ہے جنہوں نے فن حساب میں مہارت کی وجہ میراث کا علم حاصل کیا اور اب وہ علماء کو سکھاتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں علماء مدارس میں فن حساب پر خصوصی توجہ دیں گے۔

زیر نظر رسالہ بندے کی درسی کاپی ہے جو دوران درس طلباء لکھتے رہے ہیں کتابی شکل میں لانے کے لئے اس میں کچھ ترامیم کی ہیں تاہم یہ ایک درس ہے کوئی مستقل تصنیف نہیں اس لئے اس رسالے کو اسی نظر سے دیکھا جائے یہ اس کا پہلا حصہ ہے، مزید دو حصے لکھنے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پائے تکمیل تک پہنچائے۔

دینی مدارس کے طلباء کی آسانی کے لئے اس رسالے میں حساب کا قدیم طریقہ ہی اختیار کیا گیا ہے۔ ایک تو مدارس میں یہ طریقہ رائج رہا ہے اس کی وجہ سے اکابرین کی کتابوں سے استفادہ آسان ہوتا ہے۔ دوسری وجہ کسی جدید طریقہ کو اختیار کرنے کے لئے اول حساب کی معرفت ضروری ہے اور یہ رسالہ فن حساب پر نہیں نیز جدید کوئی ایک طریقہ مخصوص نہیں بلکہ حساب دانی کی وجہ سے مختلف طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں اس لئے بجائے کسی نئے طریقہ کو متعارف کرانے کے صرف حساب اچھی طرح پڑھانا ہی بہتر ہے۔

۱۔ بعد میں تیسرا حصہ لکھنے کا ارادہ موقوف کر دیا، اب دو حصوں میں کتاب مکمل ہے۔ مؤلف

نیز اس میں تعریفات کے بیان میں روایتی جامع مانع تعریف سے احتراز کرتے ہوئے عام فہم اور سہل طریقہ اختیار کیا گیا ہے کیونکہ اس رسالے کا مقصود میراث کے مسائل کی مشق ہے۔

تشکر: میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے بندہ پر احسان فرما کر اس رسالے کی تالیف و اشاعت میں کسی قسم کی اعانت کی۔

اہل علم و فضل سے امید ہے کہ قابل اصلاح امور سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں گے۔

والسلام محمد عثمان

استاذ مدرسہ بیت العلم

گلشن اقبال کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مقدمہ

## علم فرائض کی تعریف

لغوی تعریف: میراث وَرَثَ یَرِثُ کا مصدر ہے میراث عربی لغت میں ایک شخص سے کسی چیز کا (چاہے وہ مال ہو یا علم یا بزرگی وغیرہ) دوسرے کی طرف منتقل ہونا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنْ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُورَثُوا دَرَهُمًا وَلَا دِينَارًا، وَإِنَّمَا وَرَثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ، أَخَذَ بِحِطِّهِ وَافِرٌ“ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کسی کو درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ علم کا وارث بناتے ہیں جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ ایک بڑی دولت حاصل کرتا ہے۔

اصطلاحی تعریف: اصطلاح میں یہ چند قواعد اور جزئیات فقہیہ کا ایسا علم ہے جس کے جاننے سے میت کے شرعی وراثاء اور ان میں شرعی اصول سے تقسیم ترکہ کا طریقہ معلوم ہو جاتا ہے۔

## ترکہ کی تعریف

ترکہ بمعنی متروکہ ہے۔ اصطلاح شرع میں میت کا چھوڑا ہوا وہ مال جس پر شریعت نے اس کے ملک اور مملوک ہونے کا حکم لگا دیا ہو اور جس کے عین میں

کسی غیر شخص کا حق متعلق نہ ہو۔

### وضاحت

مذکورہ تعریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو مال میت کو ایسے ذریعہ سے ملا ہو کہ شریعت نے اس پر ملک ہونے کا حکم نہیں لگایا یا غیر کا حق اس کے ساتھ متعلق ہے وہ ترکہ میں داخل نہ ہوگا۔ لہذا مندرجہ ذیل اموال ترکہ میں شامل نہ ہوں گے اور ان میں میراث جاری نہ ہوگی۔

(۱) جو چیزیں میت نے کسی سے عاریت (مانگی ہوئی) لی تھیں۔

(۲) جو چیزیں میت کے پاس امانت تھیں۔

(۳) اگر میت نے کسی کا مال غصب کر لیا (اور ضمان نہیں دیا) یا چوری کر لیا یا خیانت کر کے رکھ لیا تو اس مال کا میت مالک نہ ہوگا بلکہ دوسرے لوگ جن کا یہ مال ہے وہی اس کے مالک ہیں۔

### وجہ تسمیہ

علم میراث کو فرائض کہنے کی وجہ یہ ہے کہ فرائض جمع ہے فریضہ کی جو فرض سے ماخوذ ہے جس کے معنی تقدیر و تعیین کے ہیں چونکہ اس علم میں وارثوں کے جو حصے بیان کئے جاتے ہیں (مثلاً نصف، ربع، ثمن وغیرہ) ان کی تقدیر و تعیین خود شریعت نے کی ہے اس لئے اس علم کو علم فرائض کہتے ہیں۔



## علم میراث کی فضیلت و اہمیت

(۱) روى البیهقی والحاكم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض وعلموہ الناس فانہ نصف العلم وانہ ینسی وھو اول ما ینزع عن امتی [الدر المنثور]

بیہقی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم فرائض (علم میراث) سیکھو اور لوگوں کو سکھلاؤ اس لیے کہ وہ نصف علم ہے اور بلا شک وہ بھلا دیا جائے گا اور میری امت سے یہی علم سب سے پہلے سلب کیا جائے گا۔

(۲) روى الطبرانی فی الاوسط مرفوعاً تعلموا القرآن والفرائض وعلموها الناس۔

طبرانی نے اوسط میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن اور فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھلاؤ۔

(۳) روى الدارمی عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً تعلموا الفرائض کما تعلمون القرآن۔

دارمی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم فرائض کو ایسے اہتمام سے سیکھو جیسے

قرآن سیکھتے ہو۔

(۴) وفى رواية عنه رضى الله تعالى عنه تعلموا

الفرائض فانها من دينكم۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تم فرائض کو سیکھو کیوں کہ وہ تمہارے دین میں سے ہے۔

(۵) روى عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه مرفوعاً

من قرأ القرآن فليتعلم الفرائض۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہو وہ فرائض بھی سیکھے۔

(۶) روى الدارمى فى باب الاقتداء بالعلماء عن ابن

مسعود رضى الله تعالى عنه قال قال لى رسول الله صلى الله

عليه وسلم تعلموا العلم وعلموه الناس تعلموا لفرائض

وعلموه الناس فانى امر مقبوض والعلم سيقبض ويظهر الفتن

حتى يختلف اثنان فى فريضة لا يجد احدا يفصل بينهما۔

دارمى نے باب الاقتداء بالعلماء میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ تم خود بھی علم سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ اور خود بھی علم فرائض

سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھلاؤ کیوں کہ میں وفات پانے والا ہوں اور علم عن قریب معدوم ہونے والا ہے اور بہت سے فتنے ظاہریوں کے حتیٰ کہ دو شخص ترکہ کے کسی مسئلہ میں جھگڑا کرتے ہوں گے اور ان کو کوئی ایسا عالم دستیاب نہ ہوگا جو ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دے۔

(۷) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً وان مثل العالم الذی لا یعلم الفرائض کمثل البرنس لا رأس له | جمع الفقہاء حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ وہ عالم جو فرائض نہ جانتا ہوں ایسا ہے جیسے کے بے سر کے ٹوپی (یعنی بدون فرائض کے علم بے رونق رہتا ہے اور بے زینت بلکہ بے کار رہتا ہے)۔

شریعت کے مطابق تقسیم وراثت کی اہمیت

اور اس کے خلاف پروعیدیں

(۱) وَأَتُوا الِیْتَمٰی اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَبْدَلُوا النِّحٰیٰتِ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ الِیَّ اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ كَانَ حُبُوْبًا کَبِیْرًا | سورۃ نسا۔

اور ان یتیموں کے مال ان ہی کو پہنچاتے رہو (یعنی ان ہی کے خرچ میں لگاتے رہو) اور تم (ان کی) اچھی چیز سے (اپنی) بری چیز کو مت بدلو

اور ان کے مال مت کھاؤ اپنے مالوں کے رہنے تک، ایسی کارروائی کرنا بڑا گناہ ہے۔ (یعنی جب تمہارے پاس کچھ نہ رہے تو بقدر حق الخدمت اپنے گزارے کے لئے ان کے مال سے لینا درست ہے۔ (سورہ نساء)

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ يَّكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَّكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّ سَيَصْلُوْنَ سَعِيْرًا [سورہ نساء]

بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں اور کچھ نہیں اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب دہشتی آگ میں داخل ہوں گے۔

(۳) يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمۡ بَيْنَكُمۡ بِالْبَاطِلِ [سورہ نساء]

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ۔

(۴) وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوٰلٰى مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ عَقَدْتُ اِيْمَانُهُمْ فَاْتُوْهُمْ نَصِيْبُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا [سورہ نساء]

ہر ایسے مال کے لیے جس کو والدین اور رشتہ دار لوگ چھوڑ جائیں ہم نے وارث مقرر کر دیے ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں ان کو ان کا حصہ دے دو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع ہیں۔

(۵) اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّواْ الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا | سورة نساء |

بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو۔

(۶) وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لّٰمًا وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا | سورة فجر |

اور تم لوگ میراث کا مال سارا سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال سے بہت ہی محبت رکھتے ہو۔

اس کے بعد قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ان کو یاد کر کر کے ایسے جرائم سے باز آ جاؤ۔

(۷) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ مَنْ قَطَعَ مِيرَاثَ وَاَرَثَہُ قَطَعَ اللّٰهُ مِيرَاثَہُ مِنْ الْحَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ | رواد ابن ماجہ رواد النبیہقی فی شعب الایمان |

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے وارث کا حق مارا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے اس کے حصہ سے محروم کر دیں گے۔

(۸) عَنْ ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من کانت لہ مظلمۃ لآخیہ من عرضہ

او شعی فلیتحلله منه الیوم قبل ان لایکون دینار ولا درهم ان  
کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمة وان لم یکن له  
חסنات اخذ من سیئات صاحبه فحمل علیه [رواد البخاری]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہو تو  
وہ اس سے آج ہی معاف کروالے اس روز سے قبل کہ جب نہ دینار  
ہوگا اور نہ درہم، اگر ظالم کے پاس کوئی عمل صالح ہوگا تو بقدر اس کے  
ظلم کے اس سے لے کر مظلوم کو دے دیا جائے گا اگر ظالم کے پاس  
حسنات نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ اس پر لا دیے جائیں گے۔

(۹) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ما المفلس قالوا المفلس  
فینا من لادرہم له ولا متاع فقال ان المفلس من امتی من یاتی  
یوم القیمۃ بصلوۃ وصیام وزکوۃ ویاتی قد شتم هذا وقذف  
هذا واکل مال هذا وسفک دم هذا وضرب هذا۔ فیعطی هذا  
من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من  
خطایاہم فطرح علیہ ثم طرح فی النار [رواد مسلم]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے کہ جس کے پاس نہ درہم ہے اور نہ کوئی سامان تو آپ نے فرمایا درحقیقت میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نمازیں، روزے اور زکوٰۃ وغیرہ عبادات لائے گا، مگر اس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر بہتان لگایا ہوگا اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا پس ان مظلوموں کو اس کی حسنات دی جائیں گی۔ اگر اس کی حسنات ادائے حقوق سے قبل ختم ہو گئیں تو مظلوموں کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے پھر اس کو جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

(۱۰) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیمة واتقوا الشح فان الشح اهلك من كان قبلکم حملہم علی ان سفکوا دمائہم واستحلوا محارمہم | رواہ مسلم |

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن بہت سی ظلمتوں کا باعث ہوگا اور حرص سے بچو کیونکہ بے شک حرص نے ہی پہلی امتوں کو ہلاک کیا، حرص نے ان کو خون بہانے اور محارم کو حلال سمجھنے پر برا بیعت کیا۔

(۱۱) عن سالم عن ابيه رضى الله تعالى عنه قال قال

رسول الله صلى الله عليه وسلم من اخذ من الارض شيئاً بغير

حقه خسف به يوم القيمة الى سبع ارضين [رواه البخارى]

حضرت سالم نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کی زمین سے

ناحق کچھ لیا اسے قیامت کے دن سات زمینوں تک غرق کیا جائے گا۔

(۱۲) وعنه (يعلى بن مرة) رضى الله تعالى عنه قال سمعت

رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ايما رجل ظلم شبرا من

الارض كلفه الله عز وجل ان يحفره حتى يبلغ آخر سبع ارضين

ثم يطوقه الى يوم القيمة حتى يقضى بين الناس [رواه احمد]

یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے زمین سے ایک

بالشت ظلمالی اللہ تعالیٰ اس کو اس کی تکلیف دیں گے کہ وہ اس کو سات

زمینوں کے آخر تک کھودے پھر یوم قیامت کے آخر تک یعنی لوگوں

کے درمیان فیصلہ کرنے تک اس کو اس کا طوق پہنائیں گے۔



## جو چیزیں میراث پر مقدم ہیں

تین چیزیں ایسی ہیں جن کا خرچ ترکہ کی تقسیم سے مقدم ہے۔ ان پر بالترتیب میت کا مال خرچ کرنے کے بعد جو کچھ باقی رہے اس میں میراث جاری ہوگی اور وارثوں کا حق ہوگا اور اگر میت کا ترکہ انہیں چیزوں کے خرچ میں ختم ہو جائے تو وارثوں کو کچھ نہ ملے گا۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں (۱) تجہیز و تکفین (۲) دین یعنی قرض (۳) وصیت۔ اب ان تینوں کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

### (۱) تجہیز و تکفین کا بیان

میت کے ترکہ میں سے سب سے پہلے اس کی تجہیز و تکفین کے لئے خرچ لیا جائے مگر یہ کام نہایت سیدھے سادھے شرعی طریقے سے سنت کے مطابق اور میت کی حیثیت کے موافق کیا جائے یعنی کفن کے کپڑوں کی تعداد و مقدار سنت کے موافق ہو اور کپڑا ایسی قیمت کا ہو جس کو اکثر پہن کر گھر سے باہر نکلتا اور لوگوں کے سامنے آتا ہو اور بازار و مسجد وغیرہ میں پہن کر جاتا ہو، نہ اس قدر کم قیمت اور ردی کفن دیں جس سے اس کی تحقیر و تذلیل ہو، نہ اتنا بیش قیمت دیں جس میں اسراف ہو اور وارثوں کے حق میں نقصان آئے۔ ایسے ہی معمولی خام قبر بنائی جائے خواہ میت مال دار ہو یا غریب۔ غسل (غسل دینے والے) کی اجرت

ان تینوں کی تفصیل ’مفید الوارثین‘ سے بتصرف ذکر کی گئی ہے۔

اور قبر کی کھدائی و سامان وغیرہ کا خرچ بھی اسی طرح حسب حیثیت متوسط درجہ کا کریں۔ قبر کے لیے عام مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ ملے یا کسی خاص وجہ سے اجازت نہ ہو تو قبر کے لیے زمین خرید لی جائے، اس کی قیمت بھی تجھیز و تکلفین کے دیگر سامان کی مانند ترکہ میں سے شمار ہوگی۔

کفن و دفن کے سامان میں فضول خرچی کرنے سے یا تو وارثوں کے حصے میں کمی آتی ہے اور اگر میت کا مال صرف قرض ادا کرنے کی مقدار یا اس سے بھی کم ہے تو قرض خواہوں کا حق تلف ہوتا ہے کیوں کہ کفن و دفن کے سامان میں جس قدر زیادہ صرف ہوگا مال کم رہتا جائے گا پس معلوم ہوا کہ:

(۱) اگر میت کا مال قرض سے کم یا بالکل قرض کے برابر ہو تو کفن و دفن کے سامان میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا ہرگز جائز نہیں۔  
(۲) اگر میت کے ذمے قرض ہی نہیں یا مال قرض سے زیادہ ہے تو اگر سب وارث بالغ ہیں اور سب کی اجازت سے صرف کیا گیا ہے تو سب کے حصے میں شمار ہوگا۔

(۳) اگر وارث نابالغ ہیں تو ان کی اجازت کا اعتبار نہیں۔ ان کے حصے میں کمی نہ آئے گی بلکہ اجازت دینے والے بالغ لوگوں کے ذمہ پر اس فضول خرچی کا تاوان ہوگا۔

(۴) اگر سب نے اجازت نہیں دی تو جس جس نے اجازت دی ہے

اس کے ذمے اس کا تاوان پڑے گا۔

(۵) یہ بڑا چادرہ جو جنازے کے اوپر ڈھانپ دیا جاتا ہے کفن میں داخل نہیں اور ایسے ہی وہ جائے نماز جو کفن کے کپڑے میں سے امام کے لیے بچھالی جاتی ہے کفن سے بالکل علیحدہ اور فضول ہے۔ پس اگر میت کے پاس ادائے قرض سے زیادہ مال نہ ہو یا وراثت نابالغ ہوں تو یہ جائے نماز اور چادر بنا کر قرض خواہوں اور یتیموں کا نقصان کرنا ہرگز جائز نہیں۔ سخت ممنوع ہے۔ بعض ناواقف لوگ اس مسئلے کو سن کر بنسیں گے لیکن یہ سن کر ان کی آنکھیں کھل جائیں گی کہ معتبر کتب شریعت میں یہاں تک لکھا ہے کہ اگر میت زیادہ مقروض ہو تو وارثوں پر قرض خواہ جبر کر سکتے ہیں کہ صرف دو ہی کپڑوں (چادر اور ازار) میں دفن کر دو یعنی کفن مسنون سے بھی ایک کپڑا (کرتہ) کم کر سکتے ہیں۔ پھر ان زائد چادروں اور بے نمازوں کی کیا حقیقت ہے۔

تنبیہ:

جیسے کفن دفن میں فضول خرچی ناجائز ہے اور اجازت دینے والے بالغوں کے حصے پر اس کا تاوان پڑتا ہے اسی طرح دیگر صدقات و خیرات جو میت کی وفات کے بعد کیے جاتے ہیں غلہ اور پیسے اور کپڑے تقسیم کیے جاتے ہیں یہ ہرگز مصارف تجہیز و تکفین میں شمار نہ ہوں گے بلکہ کرنے والے اور اجازت دینے

والے بالغوں کے ذمے تاوان واجب ہوگا۔ اس معاملہ میں بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ بعض دفعہ میت کے وارثوں میں چھوٹے چھوٹے بے خبر قابل رحم یتیم بچے ہوتے ہیں اور دوسرے رشتہ دار رسوم کی پابندی اور مال مفت دل بے رحم سمجھ کر خوب جاو بجا صرف کرتے ہیں اور آخرت کا عذاب اپنے سر دھرتے ہیں۔ کبھی یہ ہوتا ہے کہ سلے ہوئے تیار شدہ کپڑے سب یا اکثر میت کی طرف سے خدا واسطے دے دئے جاتے ہیں۔ حالانکہ خود وارث ان کے محتاج اور مستحق ہوتے ہیں۔ شوہر مر جاتا ہے اور زوجہ اور بچے رہ جاتے ہیں تو زوجہ صاحبہ بے دھڑک اس کے مال میں سے فاتحہ درود کرتی ہیں۔ یہ خبر نہیں کہ یہ مال معصوم بچوں کا حق ہے۔ اگرچہ وہ ان کی ماں ہے لیکن ان کے مال کو بلا ضرورت خرچ کرنے کی مختار نہیں۔ میت کی طرف سے صدقہ کرنا بے شک بہت پسندیدہ اور باعث ثواب ہے۔ میت منتظر رہتا ہے اور حقیر سے حقیر چیز بھی اس کو ثواب پہنچانے کے لیے خالص نیت سے خدا واسطے دی جائے تو اس کو اس عالم میں نہایت نفع پہنچاتی ہے۔ عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے یا درجات بلند ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب صحابہ عرض کرتے تھے کہ ہمارے صدقہ و خیرات سے ہمارے والدین کو نفع ہوگا یا نہیں؟ تو آپ ہمیشہ یہی ارشاد فرماتے تھے کہ ہاں نفع ہوگا۔ ان کی طرف سے صدقہ کرو لیکن یہ صدقات اسی وقت پسندیدہ و نافع ہو سکتے ہیں کہ شریعت کے موافق ہوں۔ شریعت حکم کرتی ہے کہ غریبوں یتیموں

کے مال پر ہاتھ صاف مت کرو بلکہ جس کسی کو توفیق ہوا اپنے حلال سے صدقہ کرے اور دل سے یا زبان سے کہہ لے کہ فلاں میت کو اس کا ثواب پہنچ جائے۔ مسئلہ: عورت کا اگر شوہر موجود ہے تو عورت کا کفن اس کے ذمے پر واجب ہے۔ عورت کے ترکہ میں سے اس کا خرچ نہ لیا جائے۔ اگر شوہر نہیں تو حسب معمول مرنے والی کے ترکہ اور مال سے خرچ کیا جائے۔

(۶) اگر میت نے بالکل کچھ بھی مال اور ترکہ نہیں چھوڑا جس سے اس کی تجہیز و تکفین کی جائے تو اس کے وارثوں سے بموجب حصہ میراث چندہ جمع کیا جائے یعنی اگر مال ہوتا تو جس شخص کو زیادہ میراث ملتی اس سے اسی حساب سے کفن و دفن کا چندہ زیادہ لیا جائے اور جس شخص کو کم میراث ملتی اس سے اب اسی اندازے سے کفن و دفن کا خرچ کم لیا جائے۔

(۷) اگر اسلامی حکومت اور بیت المال موجود نہ ہو تو اہل محلہ و اہل شہر میں ان لوگوں پر واجب ہوگا جن کو اس میت کے حال کی اطلاع ہوئی وہ سب چندہ کر کے اس کا سامان کریں۔ اگر خود ان سب سے بھی نہ ہو سکے تو ان پر واجب ہے کہ دوسرے مسلمانوں سے چندہ مانگ کر اس مرد مسلمان کی تجہیز و تکفین کریں لیکن چندہ اسی قدر جمع کرنا چاہے جو ضروریات کفن و دفن کو کافی ہو جائے۔ سوال کے روپیہ سے کفن کی چادر اور جائے نماز بنانا جائز نہیں۔ بلکہ ضروری خرچ کے بعد جو کچھ باقی رہے شرعاً اس چندہ کا لوٹنا اور واپس کرنا واجب

ہے۔ الغرض میراث پر جو چیزیں مقدم ہیں ان میں سب سے اول تجہیز و تکفین ہے جب تک اس کے خرچ سے کچھ مال باقی نہ رہے تو نہ قرض خواہوں کو کچھ مل سکتا ہے نہ وصیت میں خرچ ہو سکتا ہے نہ وارثوں کو پہنچ سکتا ہے۔

## (۲) قرض کا بیان

جب تجہیز و تکفین کے خرچ سے کچھ مال باقی رہے تو قرض ادا کیا جائے کیوں کہ جیسے زندگی میں بدن کا لباس قرض سے مقدم ہے اور قرض خواہ اس کو نہیں لے سکتا اسی طرح کفن و دفن کے بقدر میت کا حق ہے قرض خواہ کی رعایت کی وجہ سے وہ حق تلف نہ ہوگا۔

**قرض کی قسمیں:**

قرض کی تین قسمیں ہیں:

**قسم اول:** وہ جو صحت میں (یعنی مرض الموت سے پہلے) میت کے

اقرار سے ثابت ہو یا گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو یا عام طور سے لوگوں کے مشاہدے اور معائنہ سے ثابت ہو، مثلاً سب کے سامنے زید نے ایک ہزار روپیہ مہر مقرر کر کے ہندہ سے نکاح کیا ہے تو ہندہ کا ایک ہزار روپیہ زید کے ذمے پر بالمشاہدہ ثابت ہو گیا۔ یا سب لوگوں کے سامنے زید نے کسی سے غلہ خریدا تھا یا کپڑا خریدا تھا یا سب لوگوں کو عام طور سے معلوم ہے کہ زید کے مرض میں فلاں میڈیکل اسٹور یا فلاں ڈاکٹر سے دو قرض لی جاتی تھی۔

**قسم دوم:** وہ جس کا مرض الموت میں میت نے اقرار کر لیا مثلاً کہا کہ فلاں شخص کا اس قدر روپیہ میرے ذمہ واجب ہے یا میں نے اس کی فلاں شے ضائع کر دی تھی اس کی قیمت میرے ذمے واجب ہے اور صرف میت کا اقرار ہی اقرار ہے گواہوں سے یا عام مشاہدے سے یہ بات ثابت نہیں۔

**قرض ادا کرنے کے قاعدے:**

**قاعدہ ۱:** اگر تجہیز و تکفین کے بعد باقی ماندہ مال دونوں قسم کے قرضوں کی ادائیگی کے لیے کافی ہے تو بلا تکلف دونوں قسم کے قرض ادا کر دیے جائیں۔

**قاعدہ ۲:** اگر صرف ایک ہی قسم کا قرض ہے اور مال کافی ہے تو بھی بلا تکلف قرض ادا کر دیا جائے۔

**قاعدہ ۳:** اگر مال ادائے قرض کے لیے کافی نہیں اور قرض ایک ہی قسم کا اور ایک ہی شخص کا ہے تو جو کچھ مال تجہیز و تکفین کے بعد باقی رہے وہ اس کو دے دیا جائے باقی کو وہ اگر چاہے معاف کر دے یا آخرت پر موقوف رکھے۔ وارثوں کے ذمے پر اس کا ادا کرنا لازم نہیں۔

**قاعدہ ۴:** اگر ایک ہی قسم کا قرض ہے مگر کئی آدمیوں کا ہے تو سب کو وہ مال دے دیا جائے کہ حصہ رسد تقسیم کر لیں یعنی جس کا قرض زیادہ ہو وہ زیادہ لے اور جس کا قرض کم ہو وہ اسی حساب سے کم لے۔ اس کے حساب کا طریقہ ہم انشاء اللہ حصہ دوم میں ذکر کریں گے۔

قاعدہ ۵: اگر دونوں قسم کا قرضہ ذمہ پر واجب ہے اور مال دونوں کی ادائیگی کو کافی نہیں ہے تو پہلے اول قسم کے قرض ادا کیے جائیں۔ ان سے جو کچھ باقی رہے وہ دوسرے قسم کے قرض میں ادا کیا جائے۔ اگر دوسرے قسم کے قرض خواہ کئی آدمی ہوں تو اس باقی ماندہ کو حصہ رسد تقسیم کر لیں۔

قاعدہ ۶: جب مال اس قدر کم ہو کہ قسم اول کے قرضوں کے لیے بھی کافی نہیں تو بس قسم اول ہی کے قرض خواہوں کو دے دیں۔ اگر ایک ہی شخص کا قرض ہے تو سب مال وہی لے لیگا اور اگر چند آدمی قسم اول کے قرض خواہ ہوں تو جو کچھ مال ہے اس کو حصہ رسد تقسیم کر لیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

قاعدہ ۷: جب مال قسم اول کے قرضوں کے لیے کافی نہ ہو یا ان کو کافی ہو کر اور کچھ باقی نہ رہے تو ان دونوں صورتوں میں قسم دوم کے قرض خواہ محروم رہیں گے۔ اب ان کو اختیار ہے کہ معاف کر کے ثواب و اجر حاصل کریں یا معاملہ آخرت پر موقوف رکھیں۔ میت کے وارثوں پر جبر نہیں کر سکتے کہ تم اپنے پاس سے ادا کرو۔ البتہ اگر ان کو وسعت ہو تو مناسب یہی ہے کہ قرض ادا کر کے اپنے عزیز میت کو سبک دوش کرادیں۔

واضح ہو کہ زوجہ کا ذمہ مہر بھی ایسا ہی قرض ہے جیسے دوسرے لوگوں کے قرض اور اس کا ادا کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے دوسرے لوگوں کا قرض ادا کرنا۔ جب تک اس کو ادا کرنے کے بعد کچھ مال باقی نہ رہے تو نہ وصیت جاری



ہو سکتی ہے نہ کسی کو میراث ملتی ہے۔

**قسم سوم:** قرض کی ایک تیسری قسم بھی ہے یعنی خدائے تعالیٰ کا قرض جیسے زکوٰۃ، کفارہ، قضا نماز اور قضا روزے کا فدیہ وغیرہ۔ جب پہلی دونوں قسموں کے قرض ادا کرنے کے بعد کچھ مال باقی رہے اور میت نے اس قسم کے قرضوں کے ادا کرنے کی وصیت کی ہو تو تجہیز و تکفین و ادائے قرض قسم اول و دوم کے بعد جو کچھ مال باقی رہا ہے اس کے ایک ثلث میں سے ان قرضوں کو ادا کیا جائے۔ اگر ایک ثلث میں ادا نہ ہو سکیں تو ثلث سے زیادہ مال خرچ کر کے ان کو ادا کرنا وارثوں کے ذمے پر لازم نہیں بلکہ ان کو اختیار ہے۔ خواہ ثلث مال سے زیادہ خرچ کر کے اس کو پورا کریں یا نہ کریں۔

### قرض کی پہلی دو قسموں اور تیسری قسم میں فرق:

پہلی دو قسموں کے قرض اور اس قسم سوم میں تین فرق ہیں

(۱) ان کا ادا کرنا میت کی وصیت پر موقوف نہیں تھا بلکہ وصیت کرے یا نہ کرے ہر حالت میں تجہیز و تکفین کے بعد اس قرض کا ادا کرنا ضروری تھا اور یہ قسم سوم یعنی حقوق اللہ زکوٰۃ، صلوة حج وغیرہ میت کی وصیت پر موقوف ہیں۔

(۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ اول دوم قسم کے قرض کے ادا کرنے میں کوئی حد نہیں تھی۔ اگر کل مال بھی خرچ ہو جائے تو خرچ کر کے ادا کرنا ضروری تھا اور

اس قسم کو تجبیر و تلفین اور ادائے قرض قسم اول و دوم کے بعد جو مال باقی ہے اس کے ایک تہائی میں سے ادا کرنا ضروری ہے۔ ثلث سے زیادہ خرچ کرنا وارثوں کے ذمے پر لازم نہیں۔

(۳) تیسرا فرق ظاہر ہے کہ قسم دوم کا قرض جب ہی ادا کیا جاتا تھا کہ قسم اول کا قرض ادا ہو جائے یا اول قسم کا میت کے ذمہ ہی پر نہ ہو۔ اور قسم سوم کا قرض جب ہی ادا کرنا ضروری ہوتا ہے کہ قسم اول و دوم کے قرضے اگر ہوں تو ادا ہو گئے ہوں (یعنی قسم اول و دوم قسم سوم سے مقدم ہیں)۔

نوٹ: قرض کی اس تیسری قسم کا تعلق باب الوصیت سے ہے۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اگر میت نے مال نہیں چھوڑا تو اس کے قرض کا ادا کرنا وارثوں کے ذمہ پر واجب نہیں۔ ہاں محبت کا مقتضی اور بہتر و پسندیدہ یہی ہے کہ حسب مقدور اس کے ذمہ سے دین ادا کر کے اس کو راحت پہنچائے۔ اگر کوئی شخص ادا نہ کرے تو قرض خواہ دوسرے عالم میں انصاف خداوندی کے منتظر رہیں اور بہتر یہ ہے کہ معاف کر دیں۔ اس معافی کی وجہ سے ان کو اتنا خود بڑا ثواب حاصل ہوگا کہ اگر روز جزا میں فیصلہ ہو کر مقروض کی حسنات اور نیکیاں بھی ان کو دلوادی جائیں تو بھی اتنا بڑا ثواب نہ ہوگا۔ قرض کو معاف کرنے اور مفلس مقروض کو مہلت دینے کی بہت بڑی فضیلت قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

لہذا معافی سب سے بہتر ہے۔

## (۳) وصیت کا بیان

ابتدائے اسلام میں وصیت فرض تھی یعنی اپنے اختیار سے والدین اور رشتہ داروں کے لیے اپنے مال میں سے حصے مقرر کر جانا بوقت موت ہر شخص صاحب مال پر واجب تھا۔ وہ حکم منسوخ ہو گیا اور خدائے تعالیٰ نے خود ہی حصے مقرر فرما کر مال تقسیم کر دیا۔ لیکن اپنے احسان و فضل سے ثلث مال میں اب بھی بندہ ناچیز کا اختیار باقی رکھا۔ تاکہ اس وقت فی سبیل اللہ مال خرچ کر کے اپنی عمر بھر کی تقصیرات مثل بخل وغیرہ کا کفارہ اور مکافات کر دے اور اگر اپنے کسی دوست یا دور کے رشتہ دار یا خادم کو کچھ دینا چاہتا ہو تو اس ثلث میں سے دے کر دل خوش کر دے۔ جو باتیں میت کے ذمے واجب نہیں تھیں اور اس نے مرض الموت میں بطور تبرع (یعنی احسان و مروت و صدقہ) ان کو لازم کر لیا مثلاً کسی کا قرض معاف کر دیا یا کوئی خاص چیز یا مال اس کے لیے مقرر کر دیا یا مرض الموت میں یا اس سے پہلے معاملہ کر کے اس کو اپنی موت سے متعلق کر دیا، مثلاً کہا کہ میرے مرنے کے بعد مسجد بنوادینا، کنواں کھدوادینا، مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں اس قدر روپیہ دینا یا فلاں شخص کو اتنا روپیہ دینا یا فقراء و مساکین کو طعام یا غلہ یا کپڑے تقسیم کرنا، وغیرہ وغیرہ یا فرائض و واجبات جیسے صلوٰۃ و زکوٰۃ جو اس کی غفلت سے قضا ہو گئے تھے ان کے ادا کرنے کے لیے ورثاء وغیرہ سے کہا۔ یہ سب چیزیں وصیت شمار ہوں گی اور ثلث مال سے پوری کی جائیں گی۔

یعنی تجہیز و تکفین اور ادائے دین کے بعد جو کچھ مال باقی رہا ہے اس کے تین حصے کر کے دو حصوں میں وارثوں کا پورا استحقاق ہے اور ایک حصے میں میت کا اختیار ہے۔ اگر اس نے مذکورہ بالا اقسام وصیت سے کوئی وصیت کی تھی تو مال کے ایک تہائی میں پوری نہیں ہو سکتی تو جس قدر ایک ثلث میں پوری ہو سکیں پوری کی جائیں باقی کا جاری اور نافذ کرنا اور ثلث مال سے زیادہ اس میں خرچ کرنا وارثوں کے ذمہ لازم و واجب نہیں ہے۔ کیوں کہ باقی دو ثلث ان کا حق ہے البتہ اگر وہ اپنی اجازت اور خوشی سے اپنے حصے میں سے خرچ کر کے میت کی وصیتوں کو پوری طرح جاری کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، ان کو اختیار ہے۔ لیکن یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ سب وارث بالغ و عاقل اور موجود ہوں کیوں کہ نابالغ و مجنون کی رضامندی معتبر نہیں اور غیر حاضر کا حال معلوم نہیں کہ اجازت دے گا یا نہیں۔

مسئلہ: اگر چہ ثلث مال میں وصیت کر جانے کا اختیار ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ پورے ثلث کی وصیت نہ کرے کم کی وصیت کرے۔ اگر ورثاء پہلے سے غنی اور مال دار ہیں یا اس کی میراث میں سے اس قدر حصہ ملے گا کہ میراث پانے کے بعد بہت غنی اور دولت مند ہو جائیں گے تو مال میں سے مدارس و مساجد وغیرہ کے لئے وصیت کر جانا مستحب ہے لیکن پھر بھی ثلث مال سے کم کی وصیت کرے۔

اگر ورثاء پہلے سے بہت زیادہ مال دار نہ ہوں اور مورث کا مال بھی اس قدر زیادہ نہیں کہ میراث پا کر وہ لوگ دولت مند ہو جائیں گے تو مستحب ہے کہ

اپنے مال میں صدقہ خیرات وغیرہ کی وصیت ہی نہ کرے وارثوں کے لئے چھوڑ دے کہ اچھی طرح فراغت سے بسر کریں کیونکہ اپنے وارثوں کو فراغت اور آسائش میں چھوڑ جانے میں بھی ثواب ملتا ہے۔ ہاں البتہ ضروری وصیت ہو جیسے نماز روزہ کافدیہ تو اس کی وصیت بہر حال کر جائے ورنہ گنہگار ہوگا۔

**مسئلہ:** جس شخص کا کوئی وارث موجود نہیں اور قرض بھی نہیں وہ اگر سب مال کی وصیت بھی کر دے تو جائز ہے۔

### شرائط وصیت:

ایک ثالث میں جو میت کو اختیار دیا گیا ہے اور اس کی وصیت وغیرہ جائز کہی گئی ہے وہ اسی وقت ہے کہ یہ شرطیں پائی جائیں۔

(۱) وصیت کرنے والے کے ذمہ اس قدر قرض نہ ہو کہ اس کو ادا کرنے کے بعد کچھ مال باقی نہ رہے کیوں کہ وصیت جب ہی جاری ہوتی ہے جب تجبیز تکفین اور قرض ادا کرنے کے بعد مال باقی رہے۔ پس اگر ایسے شخص نے وصیت کی جس کا مال قرض کی ادائیگی کے لیے کافی نہیں یا ادا کرنے کے بعد کچھ مال بھی باقی نہیں رہے گا تو اس کی وصیت بالکل باطل اور بے اعتبار ہوگی۔

(۲) جس کے لیے وصیت کرتا ہے وہ بوقت وصیت زندہ ہو میت کی وفات کے بعد اس کا زندہ ہونا شرط نہیں۔ پس اگر کسی مردہ شخص کے لیے وصیت کی تو معتبر نہ ہوگی اور اگر زندہ شخص کے لیے وصیت کی لیکن وہ وصیت

کرنے والے کے سامنے ہی مر گیا تو یہ وصیت جائز ہوگی اور جس کے لیے وصیت کی تھی اس کی جگہ اس کے وارث اس وصیت کے مستحق ہو جائیں گے۔

مثال: جب زید نے بھائی کے لیے وصیت کی تو چار وارث موجود تھے والدہ، زوجہ، ہمشیرہ اور بھائی، سب سمجھتے تھے کہ یہ وصیت باطل ہوگی کیونکہ زید کی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بھائی وارث ہے، مگر اتفاق سے زید کی حیات ہی میں اس کے بھائی کا انتقال ہو گیا تو یہ وصیت جائز و معتبر سمجھی جائے گی اور اس وصیت میں جس قدر مال وغیرہ زید نے اپنے بھائی کے لیے مقرر کیا تھا وہ زید کے بھائی کی اولاد وغیرہ کو مل جائے گا۔ اگر بھائی نہ مرتا تو یہ وصیت باطل رہتی البتہ میراث سے حصہ ملتا۔ اب جب کہ بھائی مر گیا تو وارث ہی نہ رہا اس لیے وصیت اس کے لیے جائز ہوگی اور اس کے پس ماندوں کو دی جائے گی۔

(۳) جس شخص کے لیے وصیت ہے وہ میت کا وارث نہ ہو۔ اگر وارث کے لیے وصیت ہوگی تو باطل اور غیر معتبر ہوگی۔ البتہ اگر باقی وارث اس کو جائز رکھیں اور منظور کر لیں تو معتبر ہو جائے گی۔

شرح: یہ جو بیان ہوا کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں یہاں وہ وارث مراد ہے جو میت کی وفات کے وقت شرعاً وارث ہو اور اس کے مال سے حصہ پائے پس اگر کوئی شخص وصیت کے وقت تو وارث تھا مگر مورث کی وفات کے وقت وارث نہیں رہا تو اس کے لیے جو وصیت ہوئی ہے وہ جائز ہوگی (اس کی ایک مثال تو شرط دوم میں گزر چکی دوسری ملاحظہ کریں)۔

مثال: جب زید نے بھائی کے لیے وصیت کی تو چار وارث موجود تھے والدہ، زوجہ، ہمشیرہ اور بھائی سب سمجھتے تھے کہ یہ وصیت باطل ہوگی مگر زید کے انتقال کے دوروز پہلے اس کا ایک بیٹا پیدا ہو گیا (اور پہلے سے کسی کو حمل کا حال معلوم نہ تھا)۔ اب یہ بھائی حصہ دار وارث تو نہ رہا کیوں کہ بیٹے کی موجودگی میں میت کا بھائی محروم رہتا ہے۔ مگر زید نے جو ان کے لیے وصیت کی تھی وہ صحیح و معتبر ہوگی کیوں کہ زید کی وفات کے وقت وہ وارث نہیں تھا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص وارث تو کہلاتا ہے لیکن دوسرے کی موجودگی کی وجہ سے محروم ہے ان کے لیے بھی وصیت جائز و معتبر ہے۔  
مثال: زید کا چچا بھی موجود ہے اور بھائی بھی ہے تو زید کا چچا زید کے بھائی کی وجہ سے محروم ہے لہذا چچا کے لیے وصیت جائز ہے یا مثلاً میت کا بیٹا بھی موجود ہے اور پوتا بھی تو پوتا چوں کہ بیٹے کی موجودگی میں محروم رہتا ہے اس لیے پوتے کے واسطے اس صورت میں وصیت جائز ہوگی۔

اور اگر کوئی شخص پہلے سے وارث نہیں تھا اور اس کے لیے وصیت کردی گئی تھی پھر موصی کی موت کے وقت وہ وارث ہو گیا تو یہ وصیت باطل ہوگی۔

مثال: زید کے باپ دادا دونوں زندہ تھے چوں کہ باپ کی موجودگی میں دادا وارث نہیں ہوتا اس لیے زید نے دادا کے لیے کچھ وصیت کردی بظاہر جائز تھی۔

تقدیر سے زید کی زندگی میں زید کے باپ کا انتقال ہو گیا۔ اب باپ کی جگہ دادا وارث ہو گیا اور وصیت جو کچھ ان کے لیے کی گئی تھی وہ باطل ٹھہری۔

مثال ۲: زید کا بیٹا موجود تھا لہذا ہمیشہ محروم تھی اس کے لیے زید نے کچھ وصیت کر دی۔ بقضائے الہی زید کا بیٹا داغ مفارقت دے گیا تو زید کی ہمیشہ وارث ہو گئی۔ لہذا اس کے لیے جو وصیت کی تھی وہ بے کار اور باطل ہو گئی۔

شرط (۷) یہ شرط تو پہلے بار بار معلوم ہو چکی ہے کہ وصیت ثلث سے زیادہ نہ ہو، اگر اتنی زیادہ وصیت کی ہے کہ ثلث مال میں پوری نہیں ہو سکتی تو صرف ثلث میں جاری ہوگی۔ ثلث سے زیادہ کا خرچ کرنا وارثوں کی رضا مندی اور اختیار پر موقوف ہے اور اگر کوئی وارث ہی موجود نہ ہو تو ثلث سے زیادہ بل کہ کل مال کی وصیت بھی جائز و معتبر ہے، بشرطیکہ دین (قرض) نہ ہو۔

اگرچہ شریعت نے وارثوں کے لئے خود حصے مقرر فرما کر تقسیم کر دیا ہے اس لئے ترکہ کی تقسیم اور وارثوں کے لئے اب نہ وصیت کی ضرورت ہے اور نہ معتبر، اگر ان کے خلاف وصیت کرے گا تو ہرگز اعتبار نہ ہوگا اور گناہ بے لذت اور عذاب آخرت سر پر رہے گا۔ لیکن دیگر امور کے لیے وصیت کر جانا اب بھی مستحب ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان پر دو راتیں بھی ایسی نہیں گذرنی چاہئیں کہ اس کے پاس وصیت نامہ لکھا ہوا موجود نہ ہو۔



اس لئے جس شخص کے ذمہ پر لوگوں کے قرض ہوں یا اس کے پاس امانتیں ہوں جن کی کوئی ایسی سند نہیں جس سے قرض خواہ اور امانت کا مالک دعویٰ کر کے وصول کر سکے یا اسی قسم کے اور معاملات ہوں جن میں بلا وصیت لوگوں کی حق تلفی کا اندیشہ ہو تو اس پر لازم و واجب ہے کہ اگر وصیت کا موقع پائے تو وصیت کر جائے اور ان لوگوں کے حقوق کو تحریر یا تقریراً ظاہر کر جائے۔

اسی طرح جس شخص نے اپنی کوتاہی سے بلا عذر شرعی نماز روزے قضا کر دیے ہوں یا واجب شدہ حج و زکوٰۃ ادا نہ کیا ہو اس پر بھی واجب ہے بشرطیکہ مال موجود ہو کہ ان امور کے ادا کرنے کی وصیت کر جائے۔ اگر وصیت کا موقع پایا اور وصیت نہ کی تو گناہ گار ہو کر آخرت میں مستحق عذاب ہو گا چوں کہ قریب المرگ ہونے کی حالت میں وصیت کا موقع پانے کا یقین نہیں لہذا دین داری کی بات یہ ہے کہ انسان حالت صحت و حیات ہی میں اس قسم کے امور کی وصیت کر دے۔

اگر میت نے مختلف وصیتیں کی ہوں وہ سب ثلث مال سے پوری نہ ہو سکیں تو جو زیادہ ضروری ہو وہ مقدم ہوگی یعنی فرائض کی وصیت واجبات پر اور واجبات کی نوافل پر مقدم ہوگی۔

## محروم و محجوب وغیرہ کا بیان

جو چیزیں میراث پانے سے محروم کر دیتی ہیں

چار امور ایسے ہیں جن کی وجہ سے وارث کو میراث نہیں ملتی۔ وہ امور یہ ہیں (۱) غلامی (۲) قتل مورث (۳) اختلاف دین (۴) اختلاف دار (یعنی اختلاف ممالک و سلطنت)۔ اب یہاں ان چار امور کو علی حدہ بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) غلامی: غلام چوں کہ شرعاً مالک ہونے کی قابلیت نہیں رکھتا، اس کے قبضہ میں جو کچھ آتا ہے وہ اس کے مالک و آقا کی ملک ہو جاتا ہے لہذا اگر غلام کا کوئی رشتہ دار مر جائے تو اس کے مال میں سے غلام کو میراث نہ ملے گی بل کہ محروم رہے گا کیوں کہ اگر اس کو حصہ دلایا جائے تو وہ ایک ایسے شخص کی ملک ہو جائے گا جو اس مال کا مستحق نہ تھا اور غلام کے انتقال پر اس کے وارثوں کو میراث اس لیے نہیں ملتی کہ غلام جب حالت غلامی میں مرتا ہے تو اس کا ترکہ ہی باقی نہیں رہتا کیوں کہ وہ کسی چیز کا مالک ہی نہ تھا جو کچھ اسباب و مال اس کے قبضہ میں ہے وہ زندگی میں بھی آقا اور مالک کا مملوک تھا اور غلام کے مرنے کے بعد بھی اسی کا مملوک رہا اب غلام کے وارثوں کو کہاں سے حصہ پہنچے اور کیسے میراث حاصل ہو۔

۱۔ موانع ارث کی تفصیل ہم نے ”مفید الوارثین“ اور ”قانون وراثت“ سے بتصرف ذکر کی ہے۔

(۲) قتل: قتل سے مراد وہ قتل ہے جس کی وجہ سے فی نفسہ قصاص یا کفارہ واجب ہو اگرچہ کسی مانع کی وجہ سے قصاص و کفارہ ساقط ہو گیا ہو جیسے اگر باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا تو باپ وارث نہ ہوگا۔ اگرچہ اس پر قصاص و کفارہ بھی نہیں۔ لہذا اگر بالغ وارث نے اپنے مورث کو ظماً مار ڈالا تو یہ وارث میراث سے بالکل محروم رہے گا۔

فائدہ: جس قتل میں قصاص یا کفارہ آتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں  
(۱) عمد (۲) شبہ عمد (۳) خطاء

عمد: یہ ہے کہ ایسی چیز سے قصداً قتل کرے جو جارح ہونے کی وجہ سے اجزاء میں تفریق پیدا کرتی ہو مثلاً تلوار، چھرا، بانس کی تیز کھپانچ اور آگ وغیرہ اس قتل کا موجب قصاص، گناہ، اور میراث سے محرومی ہے۔

شبہ عمد: یہ ہے کہ ایسی چیز سے قصداً قتل کرے جو جارح نہ ہو خواہ کسی بڑی موٹی بھاری زوردار چیز سے مارا ہو جس کے مارنے سے عموماً آدمی مر جاتے ہیں جیسے موٹا لٹھ، بڑا پتھر وغیرہ یا کسی چھوٹی چیز کے مارنے سے مر جائے جس سے عموماً لوگ نہیں مرتے مثلاً پتلی چھڑی، چھوٹا پتھر وغیرہ۔ اس کا موجب دیت، کفارہ اور حرمان میراث ہے۔

خطاء: یہ ہے کہ سہواً قتل ہو جائے یعنی غلطی سے مارا جائے مثلاً ہرن کو گولی یا تیر مارتا تھا نشانہ خطا کر گیا اور مورث پر جا لگا۔ یا بندوق درست کر رہا تھا بلا قصد چل

گئی اور مورث کو گولی لگ گئی یا کوئی چاقو یا بڑی چیز اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر مورث پر جا پڑی وہ اس کے صدمہ سے مر گیا۔ اس کا موجب دیت، کفارہ اور حرمان میراث ہے۔

اگر نابالغ یا مجنون نے اپنے مورث کو قتل کر دیا تو میراث سے محروم نہ ہوگا کیوں کہ نابالغ اور مجنون کے اکثر افعال شرعاً مستوجب سزا و جزا نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر ظلماً نہیں مارا بل کہ مورث ناحق اس پر حملہ کرتا تھا اس نے اپنے بچانے کے لیے اس پر وار کیا اور وہ مورث مر گیا تو یہ وارث میراث سے محروم نہ ہوگا یا مورث پر سزا میں کسی درجہ سے شرعاً قتل واجب ہو اور بادشاہ یا قاضی کے حکم سے وارث نے قتل کر دیا تو بھی میراث سے محروم نہ ہوگا، کیوں کہ ان سب صورتوں میں قتل ظلماً نہیں ہے۔

(۳) اختلاف دین: اگر وارث مسلمان ہے اور مورث کافر ہے

خواہ ہندو ہو یا عیسائی، یہودی، یا آتش پرست ہو تو اس کی میراث مسلمان کو نہیں ملے گی بل کہ اگر اس کے کافر وارث موجود ہوں تو ان کو دے دی جائے گی اور اگر کوئی بھی نہ ہو تو بیت المال میں جمع کی جائے گی اور اگر مورث مسلمان ہے اور وارث کافر ہے تو اس کو بھی مورث کی میراث نہ ملے گی بل کہ جو وارث مسلمان ہیں ان کو دی جائے گی۔

اسلام کے سوا جس قدر مذاہب اور فرقے ہیں ان کا مقدمہ اگر اسلامی

عدالت میں آئے تو ان میں باہم میراث جاری کرائی جائے گی مثلاً بیٹا یہودی اور باب نصرانی ہے تو ان میں باہم میراث جاری ہونے کا حکم دیا جاتا ہے یا شوہر ہندو برہمن ہے اور زوجہ عیسائی ہے ان میں سے اگر ایک مر جائے تو دوسرے کو میراث پہنچنے کا فیصلہ کیا جائے گا لیکن مسلمان کو ان فرقوں میں سے کسی کے مال میں سے بھی میراث نہیں پہنچ سکتی۔ اور نہ مسلمان کے انتقال پر ان فرقوں میں سے کسی شخص کو کچھ حق مل سکتا ہے۔ مثلاً کسی ہندو کا بھائی مسلمان ہو گیا ہے اب اگر وہ مر جائے تو اس مسلمان کو ہرگز کچھ نہ ملے گا علیٰ ہذا القیاس اگر کسی مسلمان نے عیسائی عورت سے نکاح کر لیا تو مسلمان شوہر کی وفات پر زوجہ کو میراث نہ ملے گی البتہ اگر مہر ادا نہ کیا ہو تو دیا جائے گا اور اگر بیوی شوہر کی زندگی میں کوچ کر گئی تو شوہر کو کچھ بھی نہ ملے گا۔

جو شخص مرتد ہو جائے یعنی دین اسلام سے پھر جائے وہ بھی کافروں کے مانند اہل اسلام کی میراث سے محروم رہے گا۔ البتہ اس کے مارے جانے یا کافروں سے مل جانے کے بعد اگر اس کا مال اہل اسلام کے قبضہ میں ہو تو حالت اسلام میں حاصل کیا ہو مال اس کے مسلمان وارثوں پر تقسیم کر دیا جائے اور حالت ارتداد کی کمائی یعنی اسلام سے پھر جانے کے بعد جو کچھ کمایا ہے وہ بیت المال میں داخل کیا جائے۔ عورت اگر دین سے پھر جائے اور کافروں سے مل جائے یا قتل کی جائے تو اس کا مال مسلمان وارثوں کو پہنچے گا خواہ حالت اسلام میں وہ مال اس کو حاصل ہوا ہو یا مرتد ہونے کے بعد۔

### (۴) اختلاف ممالک و وطن: یعنی میت اور وارث کے ملک

و ولایت کا مختلف ہونا۔ مسلمان کا وارث گو کتنی ہی بعید ولایت اور مختلف ملک میں رہتا ہو اپنے مورث کے مال سے محروم نہ رہے گا خواہ کتنا ہی بعد الشرعین ہو اور دونوں کی سکونت مختلف سلطنتوں میں ہو البتہ جو لوگ مسلمان نہیں ہیں ان میں اگر میت اور وارث دو مختلف ملکوں میں رہتے ہوں اور ان سلطنتوں میں باہم صلح بھی نہ ہو تو دوسرے ملک کے رہنے والے میت کی میراث اس کے وارث کو نہ پہنچے گی اور مختلف ملکوں میں رہنا میراث سے محرومی کا باعث ہو جائے گا۔ فرض کرو کہ پاکستان کی گورنمنٹ برطانیہ اور روس کی گورنمنٹ میں صلح نہ رہے تو پاکستان کا باشندہ شریعت اسلامی کے قاعدہ سے مملکت روس کے باشندے کی میراث اور ترکہ نہیں پاسکتا۔

نوٹ: میراث سے محروم ہونے کے پہلے سبب (غلامی) اور چوتھے سبب (اختلاف دار) کو ہم نے محض تکمیل اور سرسری اطلاع کی غرض سے ذکر کر دیا ہے ورنہ غلامی تو آج کل تقریباً بالکل ہی مفقود ہے۔ اور چوتھا سبب یعنی اختلاف ملک بھی کہیں نہیں پایا جاتا۔ تمام سلطنتوں میں باہم صلح ہے ایک حکومت کا سفیر دوسری جگہ رہتا ہے۔ دوسرے بادشاہ کی رعایا کی حفاظت اپنی رعایا سے بھی زیادہ کی جاتی ہے۔ باطنی مخالفت و قلبی عداوت کے ساتھ باضابطہ اور ظاہری صلح نے بالکل تَحَسُّبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّى کا مصداق بنا دیا ہے اور سلطنتوں کا

اختلاف اگر پایا بھی جائے تو اہل اسلام کے حق میں اس کا اعتبار نہیں۔ صرف غیر مسلموں کے لیے ایسا اختلاف ممالک باعث محرومی میراث ہے لیکن ان کو آج کل نہ اسلامی قاعدہ سے فیصلہ کرانے کی ضرورت ہے نہ مسئلہ پوچھنے کی۔

•

<https://darsenizamibooks.wordpress.com/>

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

### ذوی الفروض کا بیان

جن کا حصہ قرآن، حدیث یا اجماع امت سے متعین ہے وہ ذوی الفروض کہلاتے ہیں انہیں اصحاب الفرائض بھی کہتے ہیں، اور جو حصے کتاب اللہ میں مقرر و متعین ہیں وہ چھ ہیں، (۱) نصف  $1/2$  (۲) رُبع  $1/4$  یعنی چوتھائی (۳) ثُمُن  $1/8$  یعنی آٹھواں (۴) ثُلثان  $2/3$  یعنی دو تہائی (۵) ثُلث  $1/3$  یعنی تہائی (۶) سُدُس  $1/6$  یعنی چھٹا

علماء نے ان کو دو انواع میں تقسیم کیا ہے۔

نوع اول	نوع ثانی
نصف $(1/2)$	ثُلثان $(2/3)$
رُبع $(1/4)$	ثُلث $(1/3)$
ثُمُن $(1/8)$	سُدُس $(1/6)$

ذوی الفروض کل بارہ ہیں چار مرد اور آٹھ عورتیں۔

مرد:

(۱) شوہر (۲) باپ (۳) دادا  $\uparrow$  (۴) اخیانی بھائی

(۱) دادا کے ساتھ اوپر کی جانب اشارہ کرنے والا تیر کا نشان، پر دادا وغیرہ کے لئے بطور علامت کے استعمال کیا گیا ہے۔



عمورتیں:

- (۱) بیوی (۲) بیٹی (۳) پوتی (۴) بیٹی بہن (۵) علاقائی بہن (۶) اخیانی بہن  
(۷) ماں (۸) جدہ (نانی، دادی)

### ذوی الفروض کے حالات

بارہ ذوی الفروض میں سے کس صاحب فرض کو مقررہ چھ حصوں میں کونسا حصہ کس صورت میں ملتا ہے اس کا تفصیلی بیان ترتیب وار لکھا جاتا ہے۔

#### (۱) باپ کے حالات

باپ کے تین حالات ہیں

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۲)	جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو تو باپ کو سدرس ملتا ہے چاہے لڑکی ہو یا نہ ہو۔

(۲) پوتی کے ساتھ بیچے کی جانب اشارہ کرنے والا نشان، پر پوتی وغیرہ کے لئے بطور علامت کے استعمال کیا گیا ہے۔

(۳) بہن بھائی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک یعنی جن کے ماں باپ ایک ہوں انہیں حقیقی بھی کہتے ہیں دوسرے علاقائی جن کا باپ ایک ہو اور ماں الگ الگ ہو تیسرے اخیانی جن کی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ ہو۔

۲	(۱/۶ + عصبہ)	جب میت کی بیٹی یا پوتی ۱۰ ہو اور بیٹا اور پوتا ۱۰ نہ ہو تو باپ کو بطور صاحب فرض کے سدس (۱/۶) ملے گا اور اگر مال بچ جائے تو بطور عصبہ کے یہ بھی لے لے گا۔ یعنی باپ اس صورت میں عصبہ بھی ہوگا اور صاحب فرض بھی۔
۳	عصبہ	اگر میت کی اولاد نہ ہو (یعنی بیٹا یا پوتا ۱۰ یا بیٹی یا پوتی ۱۰ نہ ہو) تو باپ صرف عصبہ ہوگا۔

### (۲) دادا کے احوال

دادا کے چار حالات ہیں تین تو باپ کے حالات کی مانند ہیں، اور چوتھا حال یہ ہے کہ دادا باپ کی موجودگی میں میراث نہیں پاتا (یعنی محبوب ہوتا ہے)۔

### (۳) اخیانی بھائی (اور بہن) کے حالات

اخیانی بہن کے حالات اخیانی بھائی کی طرح ہیں، اخیانی بھائی کو اخیانی بہن سے دو گنا نہیں ملتا بلکہ میراث پانے میں یہ دونوں برابر ہوتے ہیں اس لئے ہم جب صرف اخیانی لکھیں تو اس سے مراد بھائی یا بہن دونوں ہو سکتے ہیں۔ ان کے تین حالات ہیں۔

(۱) ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو بچ جائے وہ عصبہ کو ملتا ہے عصبہ کا تفصیلی بیان آگے آئے گا۔

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۳)	اخینانی جب دو یا زیادہ ہوں تو انکو ثلث (۱/۳) ملتا ہے
۲	(۱/۶)	اخینانی جب ایک ہو تو سدس (۱/۶) ملتا ہے۔
۳		اگر میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو یا بیٹی یا پوتی نہ ہو یا میت کا باپ یا دادا نہ ہو تو اخینانی محبوب ہوتے ہیں۔

### (۴) شوہر کے حالات

شوہر کے دو حالات ہیں۔

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۲)	شوہر کو نصف (۱/۲) ملتا ہے جبکہ میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) نہ ہو۔
۲	(۱/۴)	اگر میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) نہ ہو تو ربع (۱/۴) ملتا ہے۔

### (۱) بیوی کے حالات

بیوی کے دو حالات ہیں

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۴)	بیوی (ایک ہو یا زائد) کو ربع (۱/۴) ملتا ہے جبکہ میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) نہ ہو۔

۲	(۱/۸)	اگر میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) ہو تو بیوی (ایک ہو یا زائد) کو ثمن (۱/۸) ملتا ہے۔
---	-------	---

## (۲) بیٹی کے حالات

بیٹی کے تین حالات ہیں

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۲)	بیٹی اگر ایک ہو اسے نصف (۱/۲) ملتا ہے
۲	(۲/۳)	اگر دو یا زیادہ ہوں تو دو ثمن (۲/۳) ملتا ہے
۳		اگر بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہو تو یہ بیٹی کو عصبہ بنا لیتا ہے یعنی ذوی الفروض کو انکا حصہ دینے کے بعد جو بچے اسمیں لڑکے کے دو حصے اور لڑکی کا ایک حصہ ہوگا

## (۳) پوتی کے حالات

پوتیوں کے چھ حالات ہیں

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۲)	پوتی اگر ایک ہو اسے نصف (۱/۲) ملتا ہے
۲	(۲/۳)	اگر پوتیاں دو یا زیادہ ہوں تو دو ثمن (۲/۳) ملتا ہے، جبکہ میت کی کوئی بیٹی نہ ہو۔

۳	(۱/۶)	اگر میت کی ایک بیٹی ہو تو پوتی کو سدس (۱/۶) ملتا ہے (چاہے پوتی ایک ہو یا زائد) تکملہ ثلاثین کیلئے۔
۴		اگر میت کی دو بیٹیاں ہوں تو پوتیاں وارث نہیں ہوتیں۔
۵		لیکن اگر پوتیوں کے ساتھ پوتا ہو تو یہ پوتا ان پوتیوں کو حصہ بنالے گا اور اس صورت میں پوتیاں وارث بنیں گی۔
۶		میت کا اگر بیٹا ہو تو پوتیاں میراث سے محروم ہوتی ہیں

**تکملہ ثلاثین:** ثلاثین عربی میں (۲/۳) کو کہتے ہیں اور تکملہ ثلاثین کا معنی یہ ہیں کہ شریعت میں بیٹی کے لئے جبکہ وہ ایک ہوں نصف (۱/۲)، اور دو یا زائد ہوں دو تہائی (۲/۳) حصہ مقرر ہے (یعنی اس سے زیادہ نہیں ملتا) اور پوتیاں بھی لڑکیوں کے حکم میں شامل ہیں۔ لہذا جب لڑکی ایک ہو اور اس کے ساتھ پوتی بھی ہو تو دونوں کا حصہ ملا کر (۲/۳) ہے، جبکہ بیٹی کے لئے ایک ہونے کی صورت میں نصف مقرر ہے لہذا بیٹی کو (۲/۳) میں سے اس کا نصف (۱/۲) حصہ دینے کے بعد پوتی کے لئے سدس (۱/۶) بچتا ہے، کیونکہ  $2/3 = 1/6 + 1/2$

(۴) حقیقی بہن کے حالات

حقیقی بہن کے پانچ احوال ہیں۔

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۲)	ایک ہو تو اسے نصف ملتا ہے۔

۲	(۲/۳)	دو یا زیادہ ہوں تو اسے دو ٹلٹ ملتا ہے۔
۳		حقیقی بہن حقیقی بھائی کے ساتھ ملکر عصبہ بن جاتی ہے۔
۴		حقیقی بہن کے ساتھ اگر میت کی بیٹی یا پوتی ملے ہو تو بہن عصبہ مع الغیر بن جاتی ہے یعنی بیٹی یا پوتی اور دیگر ذوی الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد جو بچ جائے وہ بہن کو ملے گا۔
۵		اگر میت کا بیٹا یا پوتا ملے یا باپ یا دادا ملے ہو تو ہو تو حقیقی بہن کو میراث میں سے کچھ نہیں ملتا۔

### (۵) علاقائی بہن کے حالات

علاقائی بہن کے سات حالات ہیں۔

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۲)	ایک ہو تو اسے نصف ملتا ہے۔
۲	(۲/۳)	دو یا زیادہ ہوں تو اسے دو ٹلٹ ملتا ہے۔ جبکہ حقیقی بہن نہ ہو۔
۳	(۱/۶)	اگر حقیقی بہن ایک ہو تو علاقائی بہن (ایک ہو یا زیادہ) کو سدس (۱/۶) ملتا ہے مکملہ ثلاثین کے لئے۔
۴		اگر حقیقی بہنیں دو یا زائد ہوں تو علاقائی بہنیں مجوبہ ہوتی ہیں۔

۵	اگر حقیقی بہنیں دو یا زائد ہوں اور علاقائی بہنوں کے ساتھ علاقائی بھائی بھی ہو تو علاقائی بھائی علاقائی بہنوں کو عصبہ بنا لیتا ہے، اس صورت میں علاقائی بہن محبوب نہ ہوگی۔
۶	اگر علاقائی بہنوں کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی ۱ ہو تو یہ انکے ساتھ ملکر عصبہ بن جاتی ہیں۔ جیسا کہ حقیقی بہن کے حالات میں گزرا۔
۷	اگر میت کا بیٹا یا پوتا ۱ یا باپ یا دادا ۱ حقیقی بھائی ہو تو علاقائی بہن (ایک ہو یا زیادہ) کو کچھ نہیں ملتا، اسی طرح اگر حقیقی بہن (ایک ہو یا زیادہ) میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ مل کر عصبہ مع الغیر بن جائے تو علاقائی بہن بھائی سب محبوب ہو جاتے ہیں۔

## (۶) اخیانی بہن کے حالات

اخیانی بہن کے حالات اخیانی بھائی کے حالات میں گزر چکے ہیں

## (۷) ماں کے حالات

ماں کے تین احوال ہیں

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۶)	اگر میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا ۱، پوتی ۱) ہو یا کسی قسم کے دو یا زیادہ بھائی بہن ہوں تو ماں کو سدس (۱/۶) ملتا ہے۔

۲	(۱/۳)	اگر میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) یا کسی قسم کے دو یا زیادہ بھائی بہن نہ ہوں تو ماں کو ثلث (۱/۳) ملتا ہے۔
۳	(۱/۳)	دو مسکوں میں ماں کو ثلث مابقی (باقی بچے ہوئے کا مابقی) ملتا ہے۔
		(۱) بیوی، ماں، باپ (۲) شوہر، ماں، باپ یعنی بیوی یا شوہر کو دینے کے بعد جو بچے اس کا تہائی ماں کو ملتا ہے (ماں کو دینے کے بعد باقی سارا باپ کو ملے گا)۔

### (۸) دادی و نانی کے حالات

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۶)	جدہ (دادی یا نانی) کو سدس ملتا ہے، چاہے دادی یا نانی اکیلی ہو یا دونوں ہوں (یعنی دونوں کو الگ الگ سدس نہیں ملتا بلکہ اکٹھا دونوں کو صرف ایک سدس ملے گا)۔
۲		اگر میت کی ماں ہو تو دادی اور نانی دونوں محبوب ہوتی ہیں (یعنی میراث میں سے کچھ نہیں ملتا)۔
۳		اگر میت کا باپ ہو تو صرف دادی محبوب ہوگی۔



## فائدہ

ورثاء کے احوال میں وارث کو لے کر بحث کی جاتی ہے کہ کس وارث کو کتنا حصہ ملتا ہے اور ذوی الفروض و رثاء کل بارہ ہیں اس لئے بارہ کا حال جاننا ضروری ہوا۔ دوسرا طریقہ حصوں کو لیکر بحث کرنا ہے کہ کونسا حصہ کس وارث کو کن شرائط کے ساتھ ملتا ہے، اور ذوی الفروض کے کل چھ حصے ہیں اس لئے اس طریقہ میں چھ حصوں کے احوال جاننا ضروری ہوا۔ ہم فائدہ کے لئے اسے بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

شرائط	وارث (میت سے رشتہ)	حصہ
جبکہ میت کی اولاد نہ ہو۔ جبکہ ایک ہو اور میت کا بیٹا نہ ہو۔ جبکہ ایک ہو اور میت کا بیٹا، پوتا، اور بیٹی نہ ہو۔ جبکہ ایک ہو اور میت کا بیٹا، پوتا، بیٹی اور پوتی نہ ہو۔ جبکہ ایک ہو اور میت کا بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی اور عینی بہن نہ ہو۔	(۱) شوہر (۲) بیٹی (۳) پوتی (۴) عینی بہن (۵) علاقائی بہن	نصف (۱/۲)
شوہر کو ملتا ہے جبکہ میت کی اولاد نہ ہو۔ بیوی کو ملتا ہے جبکہ میت کی اولاد نہ ہو۔	(۱) شوہر (۲) بیوی	ربع (۱/۴)
بیوی کو ملتا ہے جبکہ میت کی اولاد نہ ہو۔	(۱) بیوی	ثمن (۱/۸)

<p>جبکہ دو یا زائد ہوں اور میت کا بیٹا نہ ہو۔</p> <p>جبکہ دو یا زائد ہوں اور میت کا بیٹا، پوتا، اور بیٹی نہ ہو۔</p> <p>جبکہ دو یا زائد ہوں اور میت کا بیٹا، پوتا، بیٹی، اور پوتی نہ ہو۔</p> <p>جبکہ دو یا زائد ہوں اور میت کا بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی، اور عینی بہن نہ ہو۔</p>	<p>(۱) بیٹی</p> <p>(۲) پوتی</p> <p>(۳) عینی بہن</p> <p>(۲/۳)</p> <p>(۴) علاقائی بہن</p>	<p>ثلثان</p>
<p>جبکہ میت کی اولاد یا کسی قسم کے دو بہن بھائی نہ ہوں۔</p> <p>دو مسئلوں میں ماں کو ماتحتی کا ثلث ملتا ہے جس کا تفصیلی ذکر ماں کے احوال میں ہو چکا ہے۔</p> <p>جبکہ دو یا زائد ہوں اور میت کا بیٹا، پوتا، باپ، دادا، بیٹی، اور پوتی نہ ہو۔</p>	<p>(۱) ماں</p> <p>(۲) اخیانی</p>	<p>ثلث</p> <p>(۱/۳)</p>

میراث		آسان
جبکہ میت کی اولاد یا کسی قسم کے دو بہن بھائی ہوں۔		(۱) ماں
جبکہ ایک ہو اور میت کا بیٹا، پوتا، باپ، دادا، بیٹی، اور پوتی نہ ہوں۔		(۲) اخیانی
جبکہ میت کی بیٹی صرف ایک ہو اور بیٹا یا پوتا نہ ہو۔		(۳) پوتی
جبکہ میت کی عینی بہن صرف ایک ہو اور بیٹا یا پوتا نہ ہو۔		(۴) علاقائی بہن
یا پوتا نہ ہو، دادا، عینی بھائی نہ ہو۔		(۵) باپ
سردس اس وقت ملے گا جبکہ میت کا بیٹا، پوتا نہ ہو، بقیہ دو صورتیں باپ کے حالات میں دیکھ لی جائیں۔		سردس (۱/۶)
صرف سردس اس وقت ملے گا جبکہ میت کا بیٹا، پوتا نہ ہو اور باپ نہ ہو، اور دادا باقی احوال میں بھی باپ کی غیر موجودگی میں باپ کی طرح ہے۔		(۶) دادا
جبکہ میت کی ماں نہ ہو۔		(۷) نانی
اگر نانی اور دادی دونوں ہوں تو دونوں کو ملا کر سردس ملے گا (یعنی دونوں کو الگ الگ نہ ملے گا)		(۸) دادی

## عصبات کا بیان

عصبہ بمعنی پٹھا ہے، اصطلاحاً وہ شخص جو کہ گوشت پوست میں شریک ہو جس کے عیب دار ہونے سے خاندان میں عیب لگے شرع میں اولاد باپ کی ہوتی ہے اس لئے عورت کے خاندان کی اولاد عصبہ نہیں، کیونکہ وہ اولاد تو اس کے شوہر کی ہے اور اصلی وارث عصبہ ہے اس لئے بیٹا شرع میں عصبہ ہوا ذوی الفروض میں سے نہ ہوا۔  
ذوی الفروض کے بعد عصبہ کا حق ہے، اگر ذوی الفروض میں سے کوئی بھی نہ ہو تو سب عصبہ کو ملے گا، یا ذوی الفروض کو دینے کے بعد کچھ بچ جائے تو وہ بھی عصبہ کو ملے گا۔

عصبہ کی دو قسمیں ہیں (۱) عصبہ نسبی (۲) عصبہ سببی  
نوٹ: اس مختصر رسالے میں ہم صرف عصبہ نسبی کو بیان کریں گے۔

عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں

(۱) عَصْبَةُ بِنَفْسِهِ (بذات خود عصبہ)

(۲) عَصْبَةُ بِالْغَيْرِ

(۳) عَصْبَةُ مَعَ الْغَيْرِ

عصبہ بنفسہ (بذات خود عصبہ):

عصبہ بنفسہ خود بھی مذکر ہوتے ہیں اور اور میت کی طرف مذکر کے واسطے سے منسوب ہوتے ہیں۔ مثلاً بیٹا کہ باپ کے واسطے سے منسوب ہے۔ عصبہ

بنفسہ باعتبار استحقاق کے چار قسم پر ہے۔

(۱) بیٹا، پوتا ↓

(۲) باپ، دادا ↑

(۳) بھائی

(۱) عینی بھائی ← (۲) علاقائی بھائی  
(۳) عینی بھتیجا ← (۴) علاقائی بھتیجا

(۴) چچا

(۱) عینی چچا ← (۲) علاقائی چچا  
(۳) عینی بیچا کا بیٹا ← (۴) علاقائی چچا کا بیٹا

یہ چاروں قسمیں ترتیب وار وارث ہوتی ہیں یعنی سب سے مقدم پہلی قسم پھر دوسری پھر تیسری پھر چوتھی، تفصیل اس کی یہ ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا ↓ محبوب ہوگا، دوسری قسم عصبہ نہ رہے گی اور تیسری اور چوتھی قسم سب محبوب ہو جائیں گے، اور جب بیٹا نہ ہو تو پوتے کی موجودگی میں اسی طرح ہوگا (یعنی پر پوتا ↓ محبوب ہوگا، دوسری قسم عصبہ نہ رہے گی اور تیسری اور چوتھی قسم سب محبوب ہو جائیں گے) اور پوتا بھی نہ ہو تو پر پوتے کی موجودگی میں اسی طرح ہوگا۔ اگر پہلی قسم نہ ہو اور دوسری قسم میں سے باپ ہو تو دادا ↑ محبوب ہوگا اور تیسری اور چوتھی (۱) محبوب بمعنی محروم ہے۔ محروم اور محبوب کے درمیان ایک باریک فرق ہے اس مختصر رسالے میں اسے تسہیل کی غرض سے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

قسم بھی سب محبوب ہو جائیں گے۔ باپ نہ ہو تو دادا کی موجودگی میں بھی ایسا ہی ہوگا (یعنی تیسری اور چوتھی قسم بھی سب محروم ہو جائیں)۔ اگر دوسری قسم نہ ہو اور تیسری قسم میں سے کوئی ہو تو چوتھی والے سب محبوب ہوں گے، اور خود تیسری قسم میں ترتیب یہ ہے کہ یعنی بھائی ہو تو علاقائی محبوب، علاقائی بھائی ہو تو عینی کا بیٹا (یعنی بھتیجا) محبوب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہم نے ان پر نمبر لگا دیئے ہیں۔ چوتھی قسم کی ترتیب تیسری قسم کی طرح ہے۔

### عصبہ بالغیر

جن عورتوں کے لئے نصف حصہ مقرر ہے یعنی بیٹی، پوتی، عینی بہن، علاقائی بہن اپنے بھائیوں کے ساتھ ملکر عصبہ بن جاتی ہیں، پھر ان میں تقسیم اس طرح ہوتی ہے کہ بھائی کو بہن سے دو گنا ملتا ہے۔

### عصبہ مع الغیر

وہ ذوی الفروض عورتیں ہیں جو دوسری ذوی الفروض عورتوں کی وجہ سے عصبہ ہو جاتی ہیں جیسے عینی بہن یا علاقائی بہن، بیٹی یا پوتی کے ساتھ ملکر عصبہ ہو جاتی ہے، جبکہ بیٹی یا پوتی خود ذوی الفروض ہی ہوں گی اور ان کو ان کا مقرر حصہ ہی ملے گا۔

نوٹ: جہاں مطلق عصبہ لکھا جاتا ہے اس سے عصبہ بنفسہ مراد ہوتا ہے اور حقیقت میں عصبہ یہی ہے، عصبہ بالغیر اور مع الغیر اصل میں ذوی الفروض ہیں اس لئے جہاں کوئی عصبہ کی تعریف پوچھتا ہے تو عصبہ بنفسہ کی تعریف کی جاتی ہے۔

## سوالات حل کرنے کا طریقہ

میراث کے سوالات حل کرنے کا طریقہ ترتیب وار درج کیا جاتا ہے۔

- (۱) لفظ ”میت“ کا لمبا خطا کھینچیں جس میں ”ت“ پر نقطے نہ لگائیں (می——)۔
- (۲) تمام ورثاء لفظ میت کے نیچے ترتیب وار لکھیں یعنی اول ذوی الفروض پھر عصبہ۔
- (۳) اس کے بعد ذوی الفروض کے مقرر حصے ان کے نام کے نیچے لکھ دیں عصبہ کے نیچے عصبہ لکھ دیں اور جو محروم (محبوب) ہو رہا ہو اس کے نیچے ”م“ لکھ دیں۔
- (۴) ذوی الفروض کے حصوں کے نسب نما (denominator) کا ذواضعاف اقل (LCM) نکالیں، میت کے اوپر دائیں طرف لفظ مسئلہ لکھ کر یہ ذواضعاف اقل لکھ دیں، یہ مسئلہ کا مخرج کہلاتا ہے یعنی ورثاء میں تقسیم ہونے والے مال کے اتنے حصے کریں گے۔

- (۵) پھر ذوی الفروض کو اس مخرج میں سے ان کا حصہ دے دیں اور جو باقی بچ جائے اسے عصبہ کو دے دیں۔

مثال اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مثال:

مسئلہ ۲۴

بیوی	بیٹی	ماں	پوتا	نانی
۱/۸	۱/۲	۱/۶	عصبہ	م
۳	۱۲	۴	۵	

وضاحت:

(۱) اول لفظ میت کا لمبا خط کھینچا۔

(۲) لفظ میت کے نیچے ورثاء ترتیب وار لکھ دیئے۔

(۳) ذوی الفروض (بیوی، بیٹی، ماں) کے حصے ان کے ناموں کے نیچے لکھ دیئے، پوتا عصبہ ہے اس کے نیچے عصبہ لکھ دیا اور نانی کو ماں محبوب کرتی ہے اس کے نیچے ”م“ لکھ دیا۔

(۴) ذوی الفروض ورثاء کے حصوں کے نسب نما (۸، ۲، ۶) کا ذواضعاف اقل

نکالا تو ”۲۴“ آیا اسے لفظ میت کے دائیں طرف لفظ مسئلہ کے ساتھ لکھ دیا۔

(۵) ”۲۴“ میں سے بیوی کا آٹھواں حصہ ”۳“ بیٹی کا نصف ”۱۲“ اور ماں کا چھٹا

حصہ ”۴“ ان کو دے دیئے باقی پانچ ”۵“ بچے جو پوتے یعنی عصبہ کو دے دیئے۔

اگلے صفحہ پر دیئے گئے مشتقی سوالات اسی طریقہ کے مطابق کریں۔



## مشق نمبر ۱

- (۱) بیوی بیٹی ماں باپ نانی
- (۲) شوہر بیٹا ماں باپ
- (۳) بیوی پوتا ماں باپ
- (۴) شوہر پوتا باپ نانی
- (۵) بیوی بیٹی ماں بہن
- (۶) شوہر پوتی ماں بہن
- (۷) شوہر بیٹا بیٹی ماں باپ
- (۸) بیوی پوتا پوتی ماں باپ
- (۹) شوہر بیٹے (۲) بیٹی باپ نانی
- (۱۰) بیوی بیٹے (۲) بیٹی ماں باپ
- (۱۱) شوہر بیٹے (۲) بیٹیاں (۲) ماں بہن دادی نانی
- (۱۲) بیوی بیٹے (۳) بیٹیاں (۲) ماں بہن نانی
- (۱۳) شوہر بیٹی پوتے (۲) پوتی ماں

- (۱۴) بیوی بیٹی پوتے (۲) پوتی ماں
- (۱۵) شوہر بیٹی ماں علاقائی بہن
- (۱۶) بیوی پوتی ماں بہن
- (۱۷) شوہر بیٹی پوتی بہن
- (۱۸) بیوی بیٹی پوتی علاقائی بہن
- (۱۹) شوہر بیٹیاں (۲) بھائی بہن
- (۲۰) بیوی بیٹیاں (۲) علاقائی بھائی علاقائی بہن
- (۲۱) شوہر ماں باپ
- (۲۲) بیوی ماں باپ
- (۲۳) شوہر ماں باپ بھائی (۲)
- (۲۴) بیوی ماں باپ علاقائی بھائی (۲)
- (۲۵) شوہر ماں دادا
- (۲۶) بیوی ماں دادا
- (۲۷) شوہر ماں دادا بھائی (۲)

(۲۸) بیوی ماں دادا بھائی (۲)

(۲۹) ماں باپ بھائی

(۳۰) ماں باپ اخیانی بھائی (۲)

(۳۱) ماں دادا بھائی بہن

(۳۲) ماں بھائی بھتیجا

(۳۳) ماں چچا بھتیجا

(۳۴) ماں بھتیجے کا بیٹا چچا

(۳۵) ماں عینی چچا کا بیٹا علاقائی چچا

(۳۶) بیوی ماں اخیانی بھائی بھتیجا

(۳۷) شوہر دادا نانی دادی

(۳۸) بیوی بیٹی دادا دادی

(۳۹) شوہر بہن علاقائی بھائی

(۴۰) بیوی بہن بھائی

## عول کا بیان

لغت میں عول کے کئی معنی ہیں (۱) ظلم، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ذَلِكْ اَذْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا (۲) ارتفاع یعنی بلند ہونا، کہا جاتا ہے عَالِ الْمَاءِ پانی بلند ہو گیا (۳) زیادہ یعنی بڑھ جانا۔ جب ترازو کا ایک پلڑا بڑھ جاتا ہے تو کہا جاتا ہے عَالِ الْمِيزَانِ ترازو بڑھ گیا۔

اصطلاح میں عول کہتے ہیں ”مجموعہ سہام میں اضافہ ہو جانا اور ورثاء کے حصوں میں کمی آ جانا“۔

وضاحت: پچھلے سبق میں ہم مسئلہ نکالنے کے طریقہ میں بتا چکے ہیں کہ مخرج کیسے نکالا جاتا ہے۔ پچھلے تمام مشقی سوالات میں مجموعہ سہام (تمام ورثاء کے کل حصے) مخرج کے برابر تھے لیکن بعض دفعہ مجموعہ سہام مخرج سے بڑھ جاتا ہے۔

مثال: شوہر، عینی بہن، علاقائی بہن

مسئلہ ۶

شوہر      عینی بہن      علاقائی بہن

۱/۲      ۱/۲      ۱/۶

۳      ۳      ۱

اس مسئلہ میں مخرج چھ ہے جبکہ ورثاء کے کل حصے سات ہیں، شوہر کے تین عینی بہن کے تین اور علاقائی بہن کا ایک حصہ۔ ورثاء کے حصے اگر مخرج سے نکالے

جائیں، دیگر الفاظ میں ترکہ کے کل چھ حصے کئے جائیں اور وراثہ کو ان کے حصوں کے مطابق اس میں سے دیا جائے تو بعض وراثہ یا تو محروم ہو جائیں گے یا ان کا حصہ کم ہو جائے گا۔ ابذا شوہر اور عینی بہن کو ان کے تین تین حصے پورے دیئے جائیں تو مخرج میں سے علاقہ بہن کے لئے کچھ نہیں بچے گا دیگر الفاظ میں ترکہ میں سے علاقہ بہن کو کچھ نہیں ملے گا، اور اگر علاقہ بہن کو اس کا حصہ ایک پورا دیا جائے تو شوہر یا عینی بہن کے ایک حصے کو کم کرنا پڑے گا۔ اس مشکل کو حل کرنے کے طریقہ کو عول کہتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ مخرج کو بڑھا کر مجموعہ سہام کے برابر کر دیا جائے دیگر الفاظ میں ترکہ کے حصے مخرج کے مطابق نہ کئے جائیں بلکہ مجموعہ سہام کے مطابق کئے جائیں، اس طرح ہر وارث کو میراث سے حصہ مل جائے گا لیکن تمام وراثہ کو ان کے اصل حصے سے کچھ کم ملے گا، مذکورہ مثال میں مخرج کو بڑھا کر چھ سے سات کر دیا جائے گا جس میں سے شوہر کے تین، عینی بہن کے تین، اور علاقہ بہن کا ایک حصہ ہوگا، شوہر اور عینی بہن کا اصل حصہ نصف تھا لیکن ان کو سات میں سے تین ملتے ہیں جو نصف سے کم ہے اسی طرح علاقہ بہن کا حصہ سدس ہے لیکن اس کو سات میں سے ایک ملتا ہے جو سدس سے کم ہے۔

عول لکھنے کا طریقہ: عول کو لفظ میت کے اوپر مسئلہ کے برابر علامت ”ع“ بنا کر لکھ دیں جیسے مثال مذکور میں ظاہر ہے۔

## سب سے پہلے عول کا مسئلہ کب پیش آیا؟

سب سے پہلے عول کا مسئلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا کہ ایک عورت کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے پیچھے شوہر اور دو سگی بہنیں چھوڑیں (شوہر کا حصہ نصف ہے اور بہنوں کا حصہ دوثلث، مخرج چھ حاصل ہوا، چھ کا نصف تین اور دوثلث چار ہے کل سات ہوئے جو مخرج چھ سے زیادہ ہے) شوہر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنا نصف ترکہ طلب کیا اسی طرح بہنوں نے ترکہ کا دوثلث طلب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”میں نہیں جانتا کہ کس کو ترکہ دینے میں مقدم کروں اور کس کو موخر“ یعنی اگر شوہر کو اس کا حصہ نصف پورا دے دوں تو بہنوں کا حصہ کم ہو جائے گا اور اگر بہنوں کو ان کا دوثلث پورا دے دوں تو شوہر کے لئے نصف نہیں بچے گا۔ اس مشکل کے حل کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عول کا طریقہ بتایا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمایا اور اس طرح عول پر اجماع صحابہ ہو گیا۔

**فائدہ:** میراث کے مسائل میں جن مخارج سے واسطہ رہتا ہے وہ کل سات ہیں

(۲، ۳، ۴، ۶، ۸، ۱۲، ۲۴) ان میں چار مخارج (۲، ۳، ۴، ۸)

میں عول نہیں آتا اس لئے اگر ان مخارج میں سے کسی میں عول واقع ہو تو سمجھ لینا

چاہئے کہ مسئلہ میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ صرف تین مخارج (۶، ۱۲، ۲۴) میں

عول آتا ہے چھ (۶) کے چار عول آتے ہیں (۷ ، ۸ ، ۹ ، ۱۰) ، بارہ (۱۲) کے تین عول آتے ہیں (۱۳ ، ۱۵ ، ۱۷) اور چوبیس (۲۴) کا صرف ایک عول آتا ہے (۲۷)۔

## مشق نمبر ۲

### عول کے سوالات

- (۱) شوہر عینی بہنیں (۲)
- (۲) شوہر عینی بہن علاقہ بہن اخیا فی بہن اخیا فی بھائی
- (۳) بیوی عینی بہنیں (۲) ماں اخیا فی بھائی اخیا فی بہن
- (۴) شوہر پوتی ماں باپ
- (۵) شوہر پوتیاں (۴) ماں دادا
- (۶) عینی بہنیں (۲) اخیا فی بھائی (۲) ماں
- (۷) شوہر عینی بہنیں (۳) علاقہ بہنیں (۲) اخیا فی بہن
- (۸) نانی علاقہ بہنیں (۳) اخیا فی بھائی (۲)
- (۹) بیوی بیٹی پوتی ماں باپ

(۱۰) شوہر عینی بہنیں (۲) اخیا فی بہنیں (۲) ماں

(۱۱) شوہر عینی بہنیں (۳) علاقہ بہنیں (۲) اخیا فی بھائی

(۱۲) بیوی عینی بہنیں (۵) اخیا فی بھائی (۳) دادی

(۱۳) شوہر بیٹی پوتی ماں باپ

(۱۴) بیوی بیٹیاں (۲) ماں باپ

(۱۵) شوہر علاقہ بہن (۲) اخیا فی بھائی (۲) نانی



## رد کا بیان

لفظ میں رد کہتے ہیں رجوع یعنی لوٹانے کو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَرَدَ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا (احزاب ۲۵) (اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا لوٹا دیا ہاتھ نہ لگی کچھ بھلائی)

اصطلاح شریعت میں رد عول کی ضد ہے عول میں مجموعہ سہام مخرج سے بڑھ جاتا ہے اور رد میں اس کے برعکس کم ہو جاتا ہے۔

ذوی الفروض کو دینے کے بعد کچھ بچ جائے اور اسے لینے والا کوئی عصبہ نہ ہو تو بقیہ مال انہی ذوی الفروض پر ان کے حصوں کے بقدر رد کر دیا جاتا ہے، یعنی انہی پر لوٹا دیا جاتا ہے مگر زوجین (شوہر، بیوی) پر نہیں لوٹایا جاتا اس لئے زوجین کو مِّنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِمَا اور باقی ذوی الفروض کو مِّنْ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ کہا جاتا ہے۔

رد لکھنے کا طریقہ: لفظ میت کے اوپر مسئلہ کے ساتھ یہ علامت ”رد“ بنا کر اس پر رد کرنے کے بعد جو عدد حاصل ہو لکھ دیں۔

رد کی اقسام:

رد کی چار قسمیں ہیں

(۱) مسئلہ میں مِّنْ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ جنس واحد ہوں اور مِّنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِمَا نہ ہوں۔

قاعدہ: اس صورت میں مسئلہ عذر دوس (ورثاء کی تعداد) سے رد ہوگا، یعنی مال کے اب اتنے حصے ہوں گے۔

مثال: پانچ بیٹیاں

مسئلہ ۳ رد ۵

میہ

پانچ بیٹیاں

۲/۳

۲

۵

وضاحت: پانچ بیٹیوں کے لئے دو تہائی مقرر ہے مسئلہ اس کے نسب نما ”۳“ سے بنایا جس میں سے بیٹیوں کو دو تہائی یعنی ”۲“ دے دیا باقی ایک بچ گیا قسم اول کے مذکورہ قاعدے کے مطابق عدد و قس ”۵“ سے مسئلہ روکیا۔

(۲) مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ دُويَاتَيْنِ جَنْسٍ هُوَ اَوْ مِنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِمَا نَدَ هُوَ۔

قاعدہ: اس صورت میں مسئلہ تمام ورثاء کے مجموعہ سہام سے رد ہوگا۔

مثال: ماں اخیانی بھائی

مسئلہ ۶ رد ۳

میہ

اخیانی بھائی

ماں

۱/۶

۱/۳

۱

۲

وضاحت: اس مسئلے میں مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ دو جنس ہیں ایک ماں اور دوسرا اخیانی بھائی مسئلہ ۶ سے حل ہوا ماں کو ”۲“ اور اخیانی کو ایک ملا باقی ”۳“ بچ گئے مذکورہ

قاعدے کے مطابق مسئلے کو ورثاء کے مجموعہ سہام ”۳“ (ماں کا حصہ ”۲“ اور اخیانی بھائی کا ”۱“) سے رد کیا۔

(۳) مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ هُوَ اور مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ ایک جنس ہو۔

قاعدہ: اس صورت میں مسئلہ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ کے مخرج سے رد ہوگا اور مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ کو اس کا حصہ اس کے مخرج سے دینے کے بعد جو بچے گا وہ مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ کو ملے گا۔

مثال: شوہر ، بیٹیاں (۳)

مسئلہ ۱۲ رد

شوہر	بیٹیاں (۳)
۱/۴	۲/۳
۳	۸
۱	۳

وضاحت: اس مسئلے میں مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ شوہر ہے اور مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ ایک جنس یعنی بیٹیاں ہیں۔ پہلے مسئلہ ”۱۲“ سے حل ہوا شوہر کو ”۳“ اور بیٹیوں کو ”۸“ دینے کے بعد ”۱“ بچ گیا۔ مذکورہ قاعدے کے مطابق شوہر کے حصے ۱/۴ کے مخرج ”۳“ سے مسئلہ رد کیا اور شوہر کو اس میں سے اس کا حصہ ”۱“ (یعنی مخرج چار کا چوتھائی) دینے کے بعد ”۳“ بچ گئے جو بیٹیوں کو دیئے۔

(۴) مَنْ لَا يُرِثُ عَلَيْهِ هُوَ أَوْ مَنْ يُرِثُ عَلَيْهِمْ دُوَا تَيْنِ اجْنَسِ هُوَل۔

قاعدہ: اس صورت میں دو مسئلے الگ الگ بنائیں۔ ایک مسئلہ میں صرف مَنْ لَا يُرِثُ عَلَيْهِ ہوگا اور دوسرے میں صرف مَنْ يُرِثُ عَلَيْهِمْ ہوں گے۔ مَنْ لَا يُرِثُ عَلَيْهِ کا حصہ (جو ہمیشہ ایک ہوگا) اس کے مخرج سے دینے کے بعد جو بچ جائے اسے محفوظ کر لیں اسے ”مابقی“ کہتے ہیں، اس کے بعد مَنْ يُرِثُ عَلَيْهِمْ کے مسئلے کے رد (جسے مخرج بعد الرد کہتے ہیں) سے مَنْ لَا يُرِثُ عَلَيْهِ کے مخرج کو ضرب دیا جائے حاصل ضرب اصل مسئلے کا رد ہوگا پھر مَنْ يُرِثُ عَلَيْهِمْ کے حصص کو مَنْ لَا يُرِثُ عَلَيْهِ کے مابقی سے ضرب دیں حاصل ضرب اصل مسئلے میں مَنْ يُرِثُ عَلَيْهِمْ کا حصہ ہوگا پھر مَنْ لَا يُرِثُ عَلَيْهِ کے حصے کو مَنْ يُرِثُ عَلَيْهِ کے رد سے ضرب دیا جائے حاصل ضرب اصل مسئلے میں مَنْ لَا يُرِثُ عَلَيْهِ کا حصہ ہوگا۔

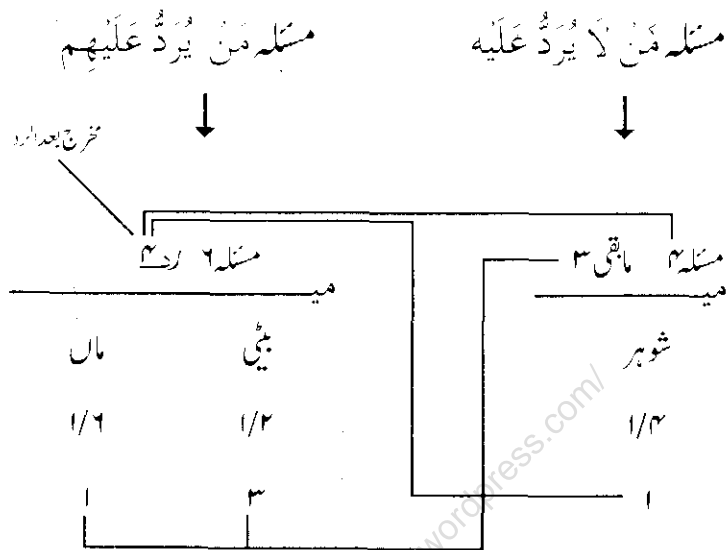
مثال: شوہر ، بیٹی ، ماں

اصل مسئلہ

مخرج بعد الرد

مسئلہ ۱۲ رد ۱۶

شوہر	بیٹی	ماں
۱/۴	۱/۲	۱/۶
۳	۶	۲
رد سے پہلے		
۴	۹	۳
رد کے بعد		



وضاحت: مذکورہ مثال میں مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ یعنی شوہر کے ساتھ مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ بیٹی اور ماں دو اجناس ہیں۔ پہلے مسئلہ ”۴“ سے حل ہوا شوہر کو ”۳“ بیٹی کو ”۶“ اور ماں کو ”۲“ ملے، کل ”۱۱“ ہوئے ایک بچ گیا معلوم ہوا کہ یہ رد کا مسئلہ ہے، اس لئے مذکورہ قاعدے کے مطابق مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ اور مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ کے الگ الگ مسئلے حل کئے مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ کا خراج ”۴“ ہے اس میں سے شوہر کو ایک دینے کے بعد ”۳“ باقی بچا اور مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ کے مسئلے کا خراج بعد الرد ”۴“ آیا، بیٹی کا حصہ ”۳“ اور ماں کا ”۱“ ہے، اب مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ کے خراج ”۴“ سے مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ کے خراج بعد الرد ”۴“ کو ضرب دیا تو ”۱۶“ آیا جو اصل مسئلے کا خراج بعد الرد ہوا پھر بیٹی کے حصے ”۳“ اور ماں کے ”۱“ کو مابقی ”۳“ سے

ضرب دیا جواب بالترتیب '۹' اور '۳' آیا جو اصل مسئلے میں ان کا حصہ ہے پھر شوہر کے حصے '۱' کو منس یسرد علیہ کے مخرج بعد الرد '۳' سے ضرب دیا جواب '۴' آیا جو اصل مسئلے میں شوہر کا حصہ ہے۔

فائدہ: ہم نے باب الرد کے شروع میں بتایا تھا کہ شوہر اور بیوی کے علاوہ دیگر ذوی الفروض پر رد ہوتا ہے تو باپ اور دادا اگرچہ ذوی الفروض میں سے ہیں لیکن ان کی موجودگی میں مسئلہ میں رد نہیں آتا کیونکہ ان کی دوسری حیثیت عصبہ کی بھی ہے جیسا کہ ان کے حالات میں گزرا، اور رد کے مسائل کے لئے ضروری ہے کہ مسئلے میں کوئی عصبہ نہ ہو۔ باپ اور دادا صرف ذوی الفروض اس وقت ہوتے ہیں جب ان کے ساتھ بیٹا یا پوتا ہو اور بیٹا اور پوتا بھی عصبہ ہیں۔

### مشق نمبر ۳

#### رد کے سوالات

- (۱) بیوی بیٹی
- (۲) بیوی بیٹیاں (۲)
- (۳) شوہر ماں
- (۴) شوہر اخیانی بھائی (۲)

- (۵) شوہر بیٹی ماں
- (۶) بیوی بیٹی ماں
- (۷) بیوی بیٹیاں (۲) ماں
- (۸) بیوی بیٹی پوتی نانی
- (۹) بیٹی دادی
- (۱۰) بیٹی پوتی دادی
- (۱۱) نانی اخیانی بہن
- (۱۲) ماں اخیانی بھائی (۲)
- (۱۳) بیٹیاں (۲) ماں
- (۱۴) عینی بہن علاقہ بہن
- (۱۵) پوتی نانی دادی اخیانی بہن
- (۱۶) بیویاں (۳) بیٹیاں (۳) دادی نانی

## کچھ باتیں حساب کی

اب کچھ حساب کی ضروری اصطلاحات ذکر کی جاتیں ہیں۔

### ذواضعاف اقل (LCM):

چھوٹے سے چھوٹا وہ عدد جسے دو یا زیادہ اعداد بلا کسر مکمل تقسیم کر دیں وہ ان اعداد کا ذواضعاف اقل (LCM) کہلاتا ہے، جیسے (۴ اور ۸) ان کا ذواضعاف اقل ۸ ہے کیونکہ ۸ سے چھوٹا کوئی عدد نہیں جسے ۴ اور ۸ دونوں مکمل تقسیم کرتے ہوں البتہ ۸ سے بڑے لا تعداد اعداد ہیں جسے دونوں اعداد مکمل تقسیم کرتے ہیں جیسے ۱۶ اور ۲۴ وغیرہ۔

### عاد اعظم (HCF):

بڑے سے بڑا وہ عدد جو دو یا زیادہ اعداد کو یکبارگی مکمل تقسیم کر دے ان اعداد کا عاد اعظم کہلاتا ہے جیسے مذکورہ بالا مثال (۴، ۸) میں عاد اعظم ۴ ہے کیونکہ ۴ دونوں عددوں کو مکمل تقسیم کر دیتا ہے جبکہ ۴ سے بڑا کوئی عدد نہیں جو ان دونوں اعداد کو مکمل تقسیم کر سکے البتہ ۴ سے چھوٹا عدد ۲ ہے جو ان دونوں اعداد کو مکمل تقسیم کرتا ہے۔

مختلف اعداد کا ذواضعاف اقل اور عاد اعظم معلوم کرنے کا طریقہ ہم آگے ”نسب اربعہ“ کے بیان میں ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔



وفیق:

دو عددوں میں سے ہر ایک کو اس کے عاوا عظم سے تقسیم کرنے سے جو جواب آئے گا وہ اس عدد کا وفیق کہلائے گا۔

$$\text{پس} \quad \frac{\text{عدد}}{\text{عاوا عظم}} = \text{وفیق}$$

جیسے (۴، ۸) کا عاوا عظم ۴ ہے

$$\text{لہذا} \quad ۲ = \frac{۸}{۴} = ۸ \text{ کا وفیق}$$

$$\text{اور} \quad ۴ = \frac{۴}{۱} = ۴ \text{ کا وفیق}$$

۸ کا وفیق "۲" اور ۴ کا "۱" ہوگا۔

نسب اربعہ کا بیان:

کسی بھی دو عددوں کے درمیان مندرجہ ذیل چار نسبتوں میں سے کوئی نسبت

ضرور ہوگی۔ (۱) تماثل (۲) تداخل (۳) توافق (۴) تباین

(۱) تماثل: دو ایک جیسے اعداد کے درمیان نسبت تماثل ہوتی ہے جیسے

(۳، ۳)، (۴، ۴) وغیرہ۔

تمثیل میں ذواضعاف اقل اور عا د اعظم : تمثیل میں ذواضعاف اقل اور عا د اعظم کسی بھی ایک عدد کے مساوی ہوگا۔ جیسے (۳، ۳) کا ذواضعاف اقل ۳ اور عا د اعظم بھی ۳ ہوگا۔

تمثیل میں ہر ایک عدد کا وفق ایک "۱" ہوگا۔

(۲) تداخل : اگر چھوٹا عدد بڑے کو مکمل تقسیم کر دے تو ان کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی، جیسے (۲، ۳) اور (۳، ۶) وغیرہ

تداخل میں ذواضعاف اقل اور عا د اعظم : تداخل میں ذواضعاف اقل بڑے عدد کے مساوی اور عا د اعظم چھوٹے عدد کے مساوی ہوگا۔ جیسے (۳، ۶) میں ذواضعاف اقل ۶ اور عا د اعظم ۳ ہوگا۔

۶ کا وفق ۲ اور ۳ کا ایک ہوگا۔

(۳) توافق : چھوٹا عدد بڑے کو مکمل تقسیم نہ کر سکے لیکن کوئی تیسرا عدد ان دونوں عددوں میں سے ہر ایک کو پورا پورا تقسیم کر دے تو ایسے اعداد کے درمیان نسبت توافق کی ہوگی، جیسے (۸، ۱۲) کہ ۸ بار د کو مکمل تقسیم نہیں کرتا لیکن ۲ اور ۴ ایسے اعداد ہیں جو ان دونوں کو مکمل تقسیم کرتے ہیں۔

توافق میں ذواضعاف اقل : عام طور پر ذواضعاف اقل معلوم کرنے کا آسان اور معروف طریقہ بذریعہ تقسیم ہے۔

مندرجہ بالا مثال (۸، ۱۲) کا فو اضلعاف اقل :

۲	۸	،	۱۲
۲	۴	،	۶
	۲	،	۳

$$۲ \times ۲ \times ۲ \times ۳ = ۲۴$$

توافق میں عا د اعظم : توافق میں عا د اعظم معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چھوٹے عدد سے بڑے عدد کو تقسیم کریں جو باقی بچے اس سے پھر چھوٹے عدد کو تقسیم کریں پھر جو باقی بچے اس سے پہلے باقی بچے کو تقسیم کریں، اسی طرح عمل کرتے جائیں یہاں تک کہ کچھ باقی نہ بچے، آخر میں جس باقی سے تقسیم ختم ہو وہ عا د اعظم ہوگا۔

مثال : (۸، ۱۲) کا عا د اعظم :

$$\begin{array}{r} 8 \overline{) 12} (1 \\ \underline{8} \\ 4 \\ 8 \overline{) 4} (2 \\ \underline{8} \\ 0 \end{array}$$

مندرجہ بالا مثال میں عا د اعظم ۴ ہے اور ۸ کا توافق ۲ ہے جبکہ ۱۲ کا ۳ ہے۔

(۴) بتاین: چھوٹا عدد بڑے کو مکمل تقسیم نہ کرے اور نہ کوئی تیسرا عدد ایسا ہو جو ان دونوں اعداد کو مکمل تقسیم کر سکے، تو ایسے اعداد کے درمیان نسبت بتاین کی ہوتی ہے۔ جیسے (۳، ۷) وغیرہ۔

بتاین میں ذواضعاف اقل اور عا د اعظم: بتاین میں ذواضعاف اقل دونوں اعداد کے حاصل ضرب کے برابر اور عا د اعظم ان کا ہمیشہ ایک (۱) ہوتا ہے، لہذا (۳، ۷) کا ذواضعاف اقل ۲۱ اور ہر عدد کا عا د اعظم ایک ہوگا۔

بتاین میں وفق: بتاین میں ہر عدد کا عا د اعظم چونکہ ”۱“ ہوتا ہے اس لئے ان اعداد کا وفق نہیں نکلتا۔

فائدہ ۱: عدد کی تعریف ہے جس کے طرفین کا مجموعہ اس سے دو گنا ہو، جیسے ”۲“ کہ اس کے ایک طرف ”۱“ اور دوسری طرف ”۳“ واقع ہے اور ان دونوں کا مجموعہ ”۴“ ہے جو ”۲“ کا دو گنا ہے۔ اس لئے عدد دو ”۲“ سے شروع ہوتے ہیں، ایک ”۱“ عدد نہیں کیونکہ اس کا صرف ایک طرف ہے۔

فائدہ ۲: نسب اربعہ صرف اعداد میں ہیں، اس لئے ”۱“ کی نسبت ”۱“ سے یا کسی عدد کے ساتھ معلوم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ”۱“ عدد نہیں، البتہ ان دونوں صورتوں میں وفق نہیں نکلتا (جیسا اوپر بتاین میں گزرا) اس لئے یہ صورت بتاین کے حکم میں ہوگی۔

## تصحیح کا بیان

اگر ورثاء کے سہام ان پر مکمل تقسیم نہ ہوتے ہوں یعنی کسرا آتی ہو تو اس کسر کے دور کرنے کے عمل کو تصحیح کہتے ہیں مثلاً وارث پانچ ہوں اور حصے چار ہوں، خواہ یہ چار حصے پانچ وارثوں پر مکمل تقسیم نہیں ہو سکتے اس لئے چار اور پانچ کے درمیان کسر واقع ہے۔ تصحیح کی دو قسمیں ہیں (۱) کسر ایک طائفہ میں (۲) کسر ایک سے زائد طائفہ میں۔

نوٹ: تصحیح کے عمل کے لئے سب سے پہلے ورثاء کی تعداد (عدد رؤس) اور ان کے حصوں (سہام) میں نسبت معلوم کریں گے، تماثل اور تداخل (جبکہ سہام عدد رؤس سے زیادہ ہوں) میں تصحیح کی حاجت نہیں کیونکہ کسر نہیں آتی اور سہام رؤس پر پورے تقسیم ہو جاتے ہیں۔ تصحیح کی ضرورت تین نسبتوں میں ہوگی (۱) تداخل (جبکہ سہام عدد رؤس سے کم ہوں) (۲) توافق (۳) تباین۔

(۱) کسر ایک طائفہ میں: اگر کسر صرف ایک طائفہ میں ہو اور عدد رؤس اور سہام میں تداخل ہو (جبکہ سہام عدد رؤس سے کم ہوں) یا توافق کی نسبت ہو تو توافق رؤس کو اصل مسئلہ میں اور عمول یا رد ہو تو اس میں ضرب دیں اور ساتھ میں تمام ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیں اور اگر نسبت تباین ہو تو کل عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں اور عمول یا رد ہو تو اس میں ضرب دیں اور ساتھ میں تمام ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیں۔

## تصحیح لکھنے کا طریقہ:

تصحیح لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ لفظ میت کے بائیں طرف منسوب کی علامت ”مص“ بنا کر اس کے اوپر ضرب لکھ دیں اور دائیں طرف مسئلہ یا عول (اگر مسئلے میں عول ہو) یا رد (اگر مسئلے میں رد ہو) کے برابرتصحیح کی علامت ”ا۔“ لکھ کر حاصل ضرب لکھ دیں۔ مندرجہ ذیل مثالوں کو غور سے دیکھیں۔

تداخل کی مثال: بیٹیاں (۸) ، ماں ، باپ

مص ۲

مسئلہ ۶ | ۱۲

بیٹیاں (۸)	ماں	باپ
۲/۳	۱/۶	۱/۶ + عصبہ
۴	۱	۰ + ۱
۸	۲	۲

وضاحت: مسئلے میں بیٹیوں کے طائفے میں کسر ہے کیونکہ بیٹیاں آٹھ ہیں اور ان کے حصے چار ہیں جبکہ (۴، ۸) میں تداخل کی نسبت ہے اور روؤس سہام سے زیادہ ہیں اس لئے مذکورہ قاعدے کے مطابق روؤس ”۸“ کے وفق ”۲“ کو مسئلے ”۶“ میں ضرب دیا اور ساتھ میں تمام ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیا، اب بیٹیوں کے طائفے میں کسر دور ہو گئی ہر بیٹی کو ایک ایک حصہ ملے گا۔

توافق کی مثال: بیٹیاں (۶) ، ماں ، باپ

حصہ ۳

مسئلہ ۶ | ۱۸

میراث

بیٹیاں (۶)	ماں	باپ
۲/۳	۱/۶	۱/۶ + عصبہ
۴	۱	۰ + ۱
۱۲	۳	۳

ہر بیٹی کو دو حصے ملیں گے۔

تباہ کی مثال: بیٹیاں (۵) ، ماں ، باپ

حصہ ۵

مسئلہ ۶ | ۲۰

میراث

بیٹیاں (۵)	ماں	باپ
۲/۳	۱/۶	۱/۶ + عصبہ
۴	۱	۰ + ۱
۲۰	۵	۵

ہر بیٹی کو چار چار حصے ملیں گے۔

(۲) کسر ایک سے زائد طائفہ میں: اگر کسر ایک سے زیادہ طائفہ میں

ہو تو اولاً ہر طائفہ کے سہام اور رؤس کی نسبت معلوم کریں اور مذکورہ بالا طریقہ کے

مطابق ہر طائفہ کا مضروب معلوم کریں ، تمام طائفوں کے مضروب حاصل ہو جانے کے بعد ان سب مضروبوں کا ذواضعاف اقل نکالیں حاصل ذواضعاف اقل اصل مسئلے کا مضروب ہوگا جسے مندرجہ بالا طریقہ کے مطابق مسئلہ میں یا عول یا رد میں ضرب دیں اور تمام ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیں۔

مثال ۱: بیوی (۲) ، داوی نانی ، اخیانی (۶) ، چچا (۶)

مسئلہ ۱۲

۲۱

بیوی (۲)	داوی نانی	اخیانی (۶)	چچا (۶)
۱/۴	۱/۶	۱/۳	عصبہ
۳	۲	۴	۳
۱۸	۱۲	۲۴	۱۸

وضاحت: مذکورہ بالا مسئلے میں تین طائفوں میں کسرواقع ہے پہلا طائفہ بیوی کا ہے جس کے روؤس ۲ اور حصے ۳ ہیں جبکہ (۲، ۳) میں بتائیں کی نسبت ہے اس لئے قاعدے کے مطابق عدد روؤس ۲ محفوظ کر لیا۔ دوسرا طائفہ اخیانی کا ہے جس کے روؤس ۶ اور حصے ۴ ہیں ان میں توافق کی نسبت ہے، قاعدہ کے مطابق روؤس کا وفق ۳ محفوظ کر لیا تیسرا طائفہ چچا کا ہے جس کے روؤس ۶ اور حصے ۳ ہیں ان میں داخل کی نسبت ہے جبکہ روؤس حصص سے زیادہ ہیں اس لئے قاعدہ کے مطابق



روٹس کا وفق ۲ محفوظ کریا، اب سب محفوظ اعداد (۲، ۳، ۳) کا ذواضعاف اقل ۶ آیا جو کہ مسئلے کا مضروب ہے اسے مسئلہ ۱۲ میں ضرب دیا ۷ آیا جو مسئلہ کی تصحیح ہے اسے علامت تصحیح '—' کے اوپر لکھ دیا۔

اب ہر بیوی کو نو نو حصے، دادی کو چھ، نانی کو چھ، ہر اخیانی کو چار چار اور ہر چچا کو تین تین حصے دیئے جائیں گے۔

ایک اہم مثال:

مسئلہ ۱۲	۲۶۱	مص ۳
شوہر	بیٹا (۳) بیٹی	ماں باپ
۱/۴	عصبہ	۱/۶
۳	عصبہ بالگیر	۲
۹	۱۵	۶

وضاحت:

مذکورہ مثال میں بیٹا اور بیٹی دونوں عصبہ ہیں اور دونوں کو ملا کر ۵ حصے ملے جن میں سے بیٹے کو بیٹی سے دو گنا ملے گا۔ اب ۵ کے تین صحیح حصے نہیں ہو سکتے ان میں کسر آجائے گی اور بیٹا چونکہ دو بیٹیوں کا حصہ حاصل کرتا ہے اس لئے اس کے دو

رووس فرض کر لیتے ہیں اور بیٹی کا ایک اس طرح گویا تین رووس ہو گئے جنہیں ہم نے گول دائرے کے اندر لکھا ہے، اور بیٹے اور بیٹی کا ایک طائفہ فرض کر کے ہم نے تصحیح کے مذکورہ اصول پر عمل کرتے ہوئے دیکھا کہ رووس ۳ اور حصے ۵ میں بتائیں ہے لہذا کل عدد رووس کو مضروب بنایا۔ اس طرح بیٹے اور بیٹی کے طائفے کے لئے ۱۵ حصے حاصل ہوئے جس کے تین حصے ہو سکتے ہیں لہذا اس بیٹے کو اور ایک بیٹی کو دے دیا جائے گا۔

### فیصد نکالنے کا طریقہ:

موجودہ دور میں کسی بھی چیز کے اجزاء کو بطور فیصد کے ذکر کرنے کا عام رواج ہے، اس لئے اگر وراثہ کے حصے بطور فیصد کے معلوم ہو جائیں تو کل ترکہ سے ان کا حق باسانی معلوم ہو سکتا ہے، بلکہ کلکیولیٹر calculator کے عام استعمال کی وجہ سے فیصد نکالنا زیادہ آسان ہے۔ فیصد نکالنے کا فارمولا یہ ہے:

وارث کا حصہ مسئلہ / عول / رد سے

× ۱۰۰

مسئلہ / عول / رد

مثال:

مسئلہ ۱۲

بیوی (۲)	دادی، نانی	اخیا فی (۶)	چچا (۶)
۱/۴	۱/۶	۱/۳	عصبہ
۳	۲	۴	۳

یہ ایک سابقہ مثال ہے جس میں ہم نے تصحیح نہیں کی، اب ہم ہر وارث کا حصہ فیصد میں معلوم کریں گے۔

دو بیویوں کا حصہ مسئلہ سے

$$= \frac{\text{دو بیویوں کا فیصد حصہ}}{\text{مسئلہ}} \times 100$$

۳

$$= \frac{\text{دو بیویوں کا فیصد حصہ}}{12} \times 100$$

$$= 25\% (25\%) \text{ دو بیویوں کا فیصد حصہ}$$

$$= 12.5\% (12.5\%) \text{ ایک بیوی کا فیصد حصہ}$$

اس طرح ہمیں فیصد نکالنے میں تصحیح کے مذکورہ قواعد کے لحاظ کی ضرورت نہیں پڑی باقی ورثاء کے فیصد نکالنے کی آپ خود مشق فرمائیں۔

## مشق نمبر ۴

### تصحیح کے سوالات

- (۱) بیٹیاں (۳) نانی چچا (۳)
- (۲) بیویاں (۲) دادی چچا (۵)
- (۳) بیوی نانی بیٹیاں (۶) چچا (۲)
- (۴) بیویاں (۴) بیٹیاں (۶) ماں چچا (۴)
- (۵) ماں عینی بہنیں (۶) اخپانی بہنیں (۳)
- (۶) بیٹیاں (۲) دادی، نانی بھتیجے (۷)
- (۷) شوہر بیٹی، بیٹا ماں باپ
- (۸) بیوی بیٹی، بیٹا ماں باپ
- (۹) ماں بھائی (۴) بھتیجا
- (۱۰) شوہر علاقہ بہنیں (۶) اخپانی بھائی (۴)
- (۱۱) شوہر پوتیاں (۵) ماں دادا
- (۱۲) شوہر بیٹیاں (۲) بھائی (۲) بہن (۲)
- (۱۳) بیویاں (۲) دادی، نانی اخپانی بھائی (۲) اخپانی بہنیں (۲) چچا (۷)
- (۱۴) بیویاں (۲) ماں عینی بہنیں (۶) اخپانی بہنیں (۳)
- (۱۵) بیویاں (۴) بیٹیاں (۱۰) اخپانی بھائی (۳) چچا (۶)
- (۱۶) بیویاں (۲) بیٹیاں (۶) بہنیں (۳) چچا (۴)

## مناسخہ کا بیان

مناسخہ لغت میں ”نقل“ اور ”ازالہ“ کرنے کے معنی میں ہے۔ اصطلاح میں اگر کسی وارث کا حصہ اس کو ملنے سے پہلے میراث بن کر اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہو جائے اسے مناسخہ کہتے ہیں۔

مثلاً زید کے انتقال کے بعد میراث تقسیم ہونے سے پہلے زید کے وارثوں میں سے کوئی شخص (مثلاً عمرو) مر جائے یا اس کے بعد بھی میراث تقسیم ہونے سے قبل کوئی شخص میت اول (زید) کے وارثوں میں سے یا میت ثانی (عمرو) کے وارثوں میں سے مر جائے، پھر زید کے ترکہ کی تقسیم کا سوال پیدا ہو تو زید کے چھوڑے ہوئے ترکہ میں سے اب یکے بعد دیگرے مرنے والوں کا حصہ ان کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

مناسخہ کا طریقہ: میت اول جس سے سلسلہ تقسیم چلایا جائے اسے ”مورث اعلیٰ“ کہتے ہیں۔ مناسخہ کا طریقہ ترتیب وار درج کیا جاتا ہے۔

(۱) سب سے پہلے مورث اعلیٰ کا مسئلہ نکالنے کے لئے لفظ میت کا لمبا خط کھینچ کر اس کے اوپر بائیں طرف ”مورث اعلیٰ“ کا لفظ لکھ کر ساتھ میں مورث اعلیٰ نام لکھیں اور نیچے مورث اعلیٰ کی وفات کے وقت اس کے جو وارث زندہ تھے ان کے ناموں کے ساتھ لکھیں صرف رشید لکھنا کافی نہیں کیونکہ اس سے اشتباہ ہو جاتا ہے۔

(۲) اس کے بعد چند سطریں چھوڑ کر نیچے لفظ میت کا خط کھینچ کر اس کے اوپر ”مورث ثانی“ لکھیں اور اس شخص کا نام لکھیں جو مورث اعلیٰ کے بعد اس کے وارثوں میں سب سے پہلے مرا ہے، اور نیچے مورث ثانی کی وفات کے وقت اس کے جو وارث زندہ تھے ان کے نام لکھیں۔

(۳) اسی طرح چند سطریں چھوڑ چھوڑ کر لفظ میت بناتے جائیں اور لفظ میت کے اوپر مورث ثالث پھر رابع لکھتے جائیں اور ان کے نیچے ان کی وفات کے وقت جو وارث زندہ تھے وہ لکھتے جائیں یہاں تک کہ تمام میتیں پوری ہو جائیں۔

(۴) مورث اعلیٰ کا مسئلہ نکالیں اگر عول، رد اور تصحیح کی ضرورت ہو تو کر لیں پھر مورث اعلیٰ کے وارثوں میں جو شخص سب سے پہلے انتقال کر گیا ہو اس کے نام اور حصوں کے نیچے قبر کا نشان ’لـ‘ بنادیں۔

(۵) میت ثانی (مورث ثانی) کو جو حصے میت اول (مورث اعلیٰ) سے ملے ہیں ان کو ”مافی الید“ کہا جاتا ہے مافی الید کو میت ثانی کے خط کے اوپر انتہائی بائیں جانب اس کے نام کے ساتھ یہ علامت ”مفـ“ بنا کر لکھ دیں۔ پھر مورث ثانی کا مسئلہ مورث اعلیٰ کی طرح نکالیں، اس کے بعد مورث ثانی کے مسئلہ / عول / رد یا تصحیح کی نسبت اس کے مافی الید سے معلوم کریں اگر متماثل ہو تو کسی قسم کی کوئی ضرب دینے کی حاجت نہیں، اور اگر بتاین ہو تو کل مسئلہ / عول / رد یا تصحیح کو اور

توافق یا تداخل ہو تو مسئلہ / عول / رد کے وفق کو مسئلہ اول (یعنی مسئلہ / عول / رد یا تصحیح) میں اور مورث اعلیٰ کے وارثین میں ضرب دیں، لیکن جن پر آپ نے قبر کا نشان بنادیا ہے ضرب نہ دیں۔ حاصل مضروب جو آئے اسے مورث اعلیٰ کے مسئلہ / عول / رد یا تصحیح کے اوپر ایک خط کھینچ کر لکھ دیں، اور میت ثانی کے وارثوں میں سے ہر ایک کے حصوں کو کل مافی الید میں (اگر مسئلہ اور مافی الید میں بتائیں ہو) اور وفق میں (اگر تداخل یا توافق ہو) ضرب دیں۔

جس مضروب کو اوپر مسئلہ اور ورثاء کے حصوں میں ضرب دیا گیا ہے اسے مورث ثانی کے خط میت کے باہر دائیں طرف علامت مستعد بنا کر لکھ دیں۔ اور جس مضروب کو نیچے میت ثانی کے وارثوں میں ضرب دیا ہے اسے بائیں جانب علامت مستعد بنا کر لکھ دیں۔

(۶) میت ثالث (مورث ثالث) کا نام جس جس جگہ وارثوں میں ہو اس پر جمع اس کے حصوں کے سابق کی طرح قبر کا نشان بنادیں اور جس جس جگہ سے اس کو حصے ملے ہوں سب کو جمع کر کے میت ثالث کے خط پر ”مافی الید“ کی علامت بنا کر اس کے اوپر لکھ دیں، پھر میت ثالث کا مسئلہ نکال کر اس کے مسئلہ / عول / رد یا تصحیح کی نسبت مافی الید سے دیکھیں اور سابق کی طرح میت اول کے مسئلہ / عول / رد یا تصحیح (یا میت ثانی سے حاصل مضروب کو ضرب دے کر جو مخرج حاصل ہوا ہے) میں

ضرب دیں اور اسے بھی خط کھینچ کر اوپر لکھ دیں اور میت اول (اور میت ثانی) کے ورثاء جن پر قبر کا نشان نہیں ان کے حصوں میں ضرب دیں، اسی طرح مافی الید کے کل یا فاق کو میت ثالث کے ورثاء کے حصوں میں ضرب دیں، پھر میت رابع پھر خامس میں اسی طرح عمل کرتے جائیں یہاں تک کہ تمام میتیں پوری ہو جائیں۔

(۷) مسئلہ کامل ہو جانے کے بعد لفظ الاحیاء کا لہذا خط اس طرح ”الاحیاء“ کھینچ کر اس کے اوپر لفظ مبلغ ”المبلغ“ لکھ کر اس کے اوپر آخری مخرج کا عدد (جو میت اول کے مسئلہ میں ضرب دینے سے حاصل ہوا ہے) لکھ دیں اور لفظ الاحیاء کے نیچے سب میتوں کے موجودہ وارثین کے نام لکھ کر ہر ایک کے نیچے جو حصے اس کو جس جس جگہ سے ملے ہوں جمع کر کے لکھ دیں۔

مثال: زید کا انتقال ہو گیا اس کے ورثاء میں سے اس کی بیوی کشف اور چچا سعید تھے ابھی زید کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ سعید کا بھی انتقال ہو گیا اس نے اپنے چچے ورثاء میں بیٹا رشید اور بیٹی حلیمہ چھوڑے۔ سعید کے انتقال کے بعد باقی ورثاء میں زید کے ترکہ تقسیم کرنے کا سوال پیدا ہوا۔ اب زید کا ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے؟



مسئلہ ۴ مورث اعلیٰ زید

بیوی کشف	چچا سعید
۱/۴	عصبہ
۱	۳

مسئلہ ۳ مورث ثانی سعید (مفسر)

بینا رشید	بہن حلیمہ
عصبہ	عصبہ
۲	۱

کشف	رشید	حلیمہ
۱	۲	۱

وضاحت: مذکورہ مثال میں مورث ثانی سعید کے مافی الہید (مفسر) اور اس کے مسئلہ ”۳“ میں تراثل کی نسبت ہے اس لئے کسی قسم کی ضرب نہیں ہوگی۔

مثال ۲: زید کا انتقال ہو گیا اس نے اپنے پیچھے ورثاء میں بیٹا بکر اور بیٹی زینب چھوڑے ابھی ترکہ تقسیم نہیں ہوا کہ بکر کا بھی انتقال ہو گیا بکر کے ورثاء میں بیٹا خالد اور بیٹی حسینہ ہیں اب زید کا ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے؟

آخری مخرج ۹

مسئلہ ۳

مورث اعلیٰ زید

بیٹی زینب

عصبہ

۱

۳

بیٹا بکر

عصبہ

۲

مسئلہ ۳

مورث ثانی بکر مفقود

مص ۲ ↓

مص ۳ ↑

بیٹی حسینہ

عصبہ

۱

۲

بیٹا خالد

عصبہ

۲

۴

المبلغ ۹

الاحیاء

حسینہ

خالد

زینب

۲

۴

۳

وضاحت: مذکورہ مثال میں مورث ثانی بکر کے مافی الید (مف ۲) اور اس کے مسئلہ ”۳“ میں تباہین کی نسبت ہے لہذا مورث ثانی کے مسئلہ کے عدد ”۳“ کو مورث اعلیٰ زید کے مسئلہ ”۳“ میں ضرب دیا حاصل ”۹“ آیا جسے ہم نے زید کے مسئلہ کے اوپر خط کھینچ کر لکھ دیا ساتھ میں اس مضروب ”۳“ کو زید کے حصے ”۱“ میں ضرب دیا حاصل ”۳“ آیا جبکہ بکر کے حصے میں ضرب نہیں دیا کیونکہ اس پر قبر کا نشان ہے، پھر مورث ثانی کے (مف ۲) کو میت ثانی بکر کے ورثاء خالد اور حسینہ کے حصوں میں ضرب دیا تو بالترتیب ”۴“ اور ”۲“ حاصل ہوئے۔ آخر میں لفظ الاحیاء کے کے نیچے زید کی میراث کے موجودہ وارثوں کے نام اور ان کا حصہ لکھ دیئے اور اوپر المبلغ میں آخری مخرج یعنی کل حصے لکھ دیئے۔

مثال ۳: رضیہ کا انتقال ہو گیا اس کے ورثاء میں اس کا شوہر زید بیٹی یاسمین اور ماں ہادیہ تھیں رضیہ کی میراث تقسیم ہونے سے پہلے اس کے شوہر زید کا انتقال ہو گیا زید کے ورثاء میں اس کی دوسری بیوی وجیہہ باپ نعمان اور ماں حلیمہ تھیں ابھی تک رضیہ کی میراث تقسیم نہ ہوئی تھی کہ یاسمین کا بھی انتقال ہو گیا یاسمین کے ورثاء میں اس کی نانی ہادیہ بیٹا سعد بیٹا اسد اور بیٹی سعدیہ تھے میراث بدستور تقسیم نہ ہو پائی تھی کہ ہادیہ کا بھی انتقال ہو گیا اس کے ورثاء میں شوہر جمال بھائی سلیم اور بھائی کلیم تھے ہادیہ کی وفات پر رضیہ کے ترکے کی تقسیم کا مسئلہ اٹھا، ہر وارث کا حصہ معلوم کریں۔

آخری خرچ ⇨ ۱۲۸  
 دوسرا خرچ ⇨ ۳۲  
 مسئلہ ۱۲ رد ۱۶  
 مورث اعلیٰ رضیہ

شوہر زید	بیٹی یا سبین	ماں ہادیہ
۱/۴	۱/۲	۱/۶
۴	۹	۳
		۶

مسئلہ ۴ مورث ثانی زید منفر ۴

بیوی وجیہہ	باپ نعمان	ماں حلیمہ
۱/۴	عصبہ	۱/۳ اماقی
۱	۲	۱
۲	۴	۲
۸	۱۶	۸

مسئلہ ۶ مورث ثالث یا سیمین منہ ۹

مصلح ۲ ↑ میہ \_\_\_\_\_ مصلح ۳ ↓

بنی ہادیہ	بنی اسد	بنی سعدیہ
۱/۶	عصبہ	عصبہ
۱	۲	۱
۳	۶	۳
۲۲	۲۲	۱۲

مسئلہ ۲ مورث رابع ہادیہ منہ ۹

مصلح ۲ ↑ میہ \_\_\_\_\_ مصلح ۹ ↓

شوہر جمال	بھائی سلیم	بھائی کلیم
۱/۲	عصبہ	عصبہ
۱	۱	
۲	۱	۱
۱۸	۹	۹

المب \_\_\_\_\_ ۱۲۸ لغ

الاحیاء \_\_\_\_\_

وجہہ - نعمان - حلبہ - سعد - اسد - سعدیہ - جمال - سلیم - کلیم

۸ ۱۶ ۸ ۲۲ ۲۲ ۱۲ ۱۸ ۹ ۹

وضاحت: اس مثال میں تینوں نسبتیں آگئیں ہیں مورث ثانی کے مسئلہ ۴ اور مف۴ میں تماشل کی نسبت ہے اس لئے کسی قسم کی ضرورت نہیں۔ مورث ثالث کے مسئلہ ۶ اور مف۹ میں توافق کی نسبت ہے ۶ کے وفق ۲ کو اوپر میت اول کے مسئلہ کے رد ۱۶ میں ضرب دیا اور ساتھ میں میت اول و ثانی کے ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیا جبکہ میت ثالث کے مف۹ کے وفق ۳ کو نیچے میت ثالث کے ورثاء کے حصوں میں ضرب دیا۔ مورث رابع کی تصحیح ۴ اور مف۹ میں تباین کی نسبت ہے اس لئے ۴ کو میت اول کے مخرج ثانی ۳۲ میں ضرب دیا اور ساتھ میں میت ثانی اور ثالث کے ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیا جبکہ ۹ کو نیچے میت رابع کے ورثاء کے حصوں میں ضرب دیا۔

### مشق نمبر ۵

#### مناسخہ کے سوالات

(۱) عبدالرحیم کا انتقال ہو گیا اس کے ورثاء میں تین بیٹیاں حمامہ، حرمہ، حلیمہ، دو سگی بہنیں خساء، خولہ اور ایک رگا بھائی خالد تھے ترکہ کی تقسیم سے پہلے ہی خساء کا انتقال ہو گیا اس کے ورثاء میں صرف اس کی بہن خولہ اور بھائی خالد تھے۔ عبدالرحیم کے ترکہ کی تقسیم موجودہ وارثوں میں کس طرح ہوگی؟

(۲) یمن کا انتقال ہو گیا اس نے اپنے پیچھے ماں سدرہ باپ ذاکر بیوی سلمیٰ اور پانچ بیٹیاں ماریہ، مریم، میمونہ، مرجانہ اور مطیعہ سو گوار چھوڑے، ابھی ترکہ تقسیم نہ

ہو پایا تھا کہ والد ذاکر کا انتقال ہو گیا انہوں نے ورثاء میں بیوی سدرہ حقیقی بہن صفیہ اور اخیانی بہن ہادیہ اور بھتیجا یوسف چھوڑے۔

(۳) زید ۱۹۴۰ء میں فوت ہوا تو اس نے ایک مکان چھوڑا۔ ابھی ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ عمر بھی ۱۹۶۰ء میں فوت ہو گیا۔ اب بھی زید کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا کہ فاضلہ بھی ۱۹۶۴ء میں اللہ کو پیاری ہو گئی۔ فاضلہ کی وفات پر زید کے ترکہ کی تقسیم کا سوال پیدا ہوا، ہر وارث کا حصہ معلوم کریں جبکہ سوال میں دیئے گئے رشتوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

زید کی دو بیویاں تھیں ایک ہاجرہ جس سے ایک لڑکا عمر اور لڑکی فاضلہ پیدا ہوئی۔ دوسری بیوی سارہ سے ایک لڑکی بانو پیدا ہوئی۔ زید کی وفات کے بعد ہاجرہ نے ۱۹۴۵ء میں عبداللہ سے شادی کر لی جس سے ۱۹۴۷ء میں ایک لڑکا افضل اور ۱۹۴۸ء میں ایک لڑکی حلیمہ پیدا ہوئی۔

(۴) ۱۹۷۲ء میں جمیل فوت ہو گیا۔ اس وقت عبدالشکور کو چھوڑ کر باقی سب وارث زندہ تھے۔ ابھی جمیل کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا جویریہ بھی ۱۹۸۰ء میں فوت ہو گئی۔ مندرجہ بالا رشتوں کی تفصیل یوں ہے:

عبدالشکور کی تین بیویاں تھیں۔ ایک بیوی رضیہ کے بطن سے جویریہ پیدا ہوئی۔ دوسری بیوی زیتون کے بطن سے ایک لڑکا جمیل اور ایک لڑکی بانو پیدا ہوئی۔ تیسری بیوی ہادیہ کے بطن سے دو لڑکیاں ماریہ اور انیسہ پیدا ہوئیں۔ پھر

عبدالشکور نے ہادیہ کو طلاق دے دی جس نے قیصر سے شادی کر لی جس سے سیکینہ پیدا ہوئی، عبدالشکور سے شادی کرنے سے پہلے رضیہ کے پہلے خاوند صالح سے ایک لڑکا عبدالمجید بھی تھا۔ جویریہ کی وفات پر جمیل کا ترکہ تقسیم کرنے کا مسئلہ پیدا ہو۔ ہر وارث کا حصہ معلوم کریں۔

(۵) ۱۹۸۰ء میں شہناز فوت ہو گئی اس وقت ساجد، سلیم اور کلیم مر چکے تھے۔ باقی تمام ورثاء زندہ تھے۔ ابھی شہناز کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ ماجدہ بھی ۱۹۹۰ء میں فوت ہو گئی۔ ماجدہ کی وفات پر شہناز کے ترکہ کی تقسیم کا سوال پیدا ہوا۔ ورثاء کے حصص معلوم کریں۔ رشتوں کی تفصیل اس طرح ہے:

عابدہ اور ماجدہ، ساجد کی بیویاں تھیں۔ ماجدہ کے بطن سے شہناز، سلیم اور کلیم پیدا ہوئے۔ عابدہ کے بطن سے شمینہ و جمیلہ اور بصیر پیدا ہوئے۔ ساجد نے عابدہ کو طلاق دے دی۔ جس نے عبدالمجید سے شادی کر لی جس سے کوثر پیدا ہوئی۔ ادھر ماجدہ کو بھی طلاق ہو گئی جس نے امجد سے شادی کر لی اس سے اظہر پیدا ہوا۔ (۶) صغریٰ ۱۹۵۰ء میں فوت ہوئی ترکہ تقسیم ہونے سے قبل زاہدہ بھی اللہ کو پیاری ہو گئی ابھی تک صغریٰ کا ترکہ تقسیم نہ ہوا تھا کہ ۱۹۷۰ء میں جنید بھی دنیا سے کوچ کر گیا۔ جنید کی وفات پر صغریٰ کے ترکے کی تقسیم کا مسئلہ پیدا ہوا۔ ورثاء کے حصے معلوم کریں۔ رشتوں کی تفصیل کچھ یوں ہے:

جلال (متوفی ۱۹۴۰ء) کی دو بیویاں زاہدہ اور ماجدہ تھیں۔ زاہدہ کے بطن



سے ایک لڑکا جنید اور ایک لڑکی حامدہ پیدا ہوئی دوسری بیوی ماجدہ کے بطن سے ایک لڑکی ساجدہ اور ایک لڑکا رشید پیدا ہوئے۔ جلال نے ماجدہ کو طلاق دے دی جس نے نصیر سے شادی کر لی۔ زاہدہ کے پہلے خاوند عبدالحمید سے ایک لڑکی صغریٰ اور ایک لڑکا جمال بھی زندہ تھے۔ عبدالحمید کے انتقال کے بعد زاہدہ نے جلال سے شادی کر لی تھی۔

(۷) ۱۹۶۰ء میں کامل فوت ہو گیا ابھی ترکہ تقسیم نہ ہوا تھا کہ ۱۹۶۵ء میں حاتم بھی فوت ہو گیا ابھی تک کامل کا ترکہ تقسیم نہ ہوا تھا کہ سلیم بھی فوت ہو گیا۔ ورنہ ان کے حصص معلوم کریں۔ جبکہ رشتوں کی تفصیل یوں ہے:

زید کی پہلی بیوی شمیم سے بیٹا کامل اور بیٹی زہرا پیدا ہوئے۔ دوسری بیوی سمیہ سے لڑکا حاتم اور لڑکیاں سائمہ و سارہ پیدا ہوئیں۔ حاتم نے نجمہ سے شادی کر لی۔ کامل کی دو بیویاں جمیلہ اور ثمنہ تھیں۔ زید کی وفات کے بعد سمیہ نے سلیم سے شادی کر لی جس سے عالمہ اور باصرہ دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ کامل کی وفات کے وقت دیئے گئے شجرہ نسب کے سب افراد زندہ تھے سوائے زید کے جو ۱۹۵۰ء میں فوت ہو گیا تھا۔ نیز سلیم کی نانی زبیدہ اور دادی یاسمین بھی اس وقت زندہ تھیں۔

(۸) جناب مفتی صاحب میرے والد صاحب کے دادا حاجی اسماعیل صاحب کی جائیداد کی تقسیم کا مسئلہ درپیش ہے خاندانی معلومات درج ذیل ہیں۔

حاجی اسماعیل کی پہلی شادی طاہرہ کی والدہ سے ہوئی۔ اس سے ان کو فقط

ایک بیٹی طاہرہ پیدا ہوئی۔ طاہرہ کی والدہ کے انتقال کے بعد حاجی اسماعیل نے دوسری شادی عائشہ سے کی جن سے ان کو چار بیٹے: حسن، عبدالرحمن، جان محمد، احمد اور دو بیٹیاں رابعہ اور رحیمہ ہوئیں۔

حاجی اسماعیل کے وارثوں میں سب سے پہلے احمد کا انتقال ہوا۔ احمد کی شادی نہیں ہوئی تھی اور اس کا انتقال اس کی والدہ عائشہ تینوں بھائیوں، دونوں بہنوں اور سوتیلی بہن طاہرہ کی زندگی میں ہوا۔

اس کے بعد جان محمد کا انتقال ان کی والدہ عائشہ کی زندگی میں ہوا۔ یہ صاحب اولاد تھے۔ مرحوم جان محمد کے انتقال کے وقت ان کی ایک بیوہ زینب دو بیٹے سلیم، کلیم اور تین بیٹیاں حامدہ، خالدہ اور زاہدہ حیات تھیں جبکہ ایک بیٹے عظیم اور ایک بیٹی بشیرہ کا انتقال جان محمد کی حیات میں ہی ہو گیا تھا۔ اس کے بعد رابعہ کا انتقال ہوا۔ ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔

اس کے بعد عبدالرحمن کا انتقال ان کی والدہ عائشہ کی زندگی میں ہوا۔ یہ صاحب اولاد تھے۔ ان کے انتقال کے وقت دوسری بیوی فاطمہ اور اس سے ایک بیٹا حمید اور تین بیٹیاں جمیلہ، حسینہ، رقیہ اور پہلی بیوی سے دو لڑکیاں خدیجہ اور عظیمہ حیات تھیں، جبکہ پہلی بیوی کا انتقال عبدالرحمن کی زندگی میں ہو گیا تھا۔

اس کے بعد عائشہ کا انتقال ان کے بڑے بیٹے حسن، بیٹی رحیمہ اور شوہر کی بیٹی طاہرہ کی زندگی میں ہوا۔

عائشہ کے انتقال کے بعد طاہرہ کا انتقال ان کے سوتیلے بھائی حسن اور سوتیلی بہن رحیمہ کی زندگی میں ہوا۔ طاہرہ کی شادی ہوئی تھی۔ ان کے شوہر کا انتقال ان کی زندگی میں ہو گیا تھا۔ وہ صاحب اولاد نہیں تھیں۔ حسن اور رحیمہ یہ دونوں صاحب اولاد تھے۔

پھر پہلے حسن کا انتقال ہوا اور حسن کے انتقال کے وقت ان کے دو بیٹے جلیل، خلیل اور دو بیٹیاں ثمنینہ اور صائمہ حیات تھیں۔ حسن مرحوم کی زندگی میں ان کی دو بیویاں اور ایک بیٹا (جو جلیل اور خلیل کے علاوہ ہے) وفات پا گئے تھے۔

اس کے بعد رحیمہ کا انتقال ہوا ان کے شوہر ان کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے۔ رحیمہ کی اولاد میں تین بیٹے زید، عمرو، بکر اور پانچ بیٹیاں سارہ، آسیہ، جویریہ، حفصہ اور ماریہ ہیں۔

حسن نے پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی کی پہلی بیوی سے اس کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دوسری بیوی کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا۔ جن سے ان کو تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں ایک بیٹے کا انتقال بچپن میں والدین کی زندگی میں ہو گیا تھا۔

حسن کے انتقال کے بعد رحیمہ کا انتقال ہوا۔ رحیمہ کے شوہر کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا۔ رحیمہ کو تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہوئی۔

## ضمیمہ اولی

مندرجہ ذیل سوالات حل کریں۔

- (۱) بیوی ، باپ ، عینی بہن ، علاقائی بھائی ، ماں
- (۲) بیوی ، بیٹیاں (۲) ، پوتی ، پرپوتی ، پوتا ، عینی بہن
- (۳) بیوی ، بیٹی ، پوتی ، دادی ، نانی
- (۴) بیوی ، ماں ، باپ ، بھائی

## جوابات مشق نمبر ۱

نوٹ: طلباء کی آسانی کے لئے جوابات میں ہم نے بعض مسئلوں کو مکمل حل کر دیا ہے اور بعض جگہ وضاحت بھی کر دی ہے۔

مسئلہ ۲۲

میراث				
(۱)	بیوی	بیٹی	ماں	باپ
	۱/۸	۱/۲	۱/۶	۱/۶ + عصبہ
	۳	۱۲	۴	۵ = ۱ + ۴
(۲)	شوہر	بیٹا	ماں	باپ
	۳	۵	۲	۲
(۳)	بیوی	پوتا	ماں	باپ
	۳	۱۳	۴	۴
(۴)	شوہر	پوتا	باپ	نانی
	۳	۵	۲	۲

مسئلہ ۲۳

میراث				
(۵)	بیوی	بیٹی	ماں	بہن
	۱/۸	۱/۲	۱/۶	عصبہ مع الغیر
	۳	۱۲	۴	۵

(۶)	شوہر	پوتی	ماں	بہن
۳	۶	۲	۱	
(۷)	شوہر	بیٹا	بیٹی	ماں
۳	۵	۲	۲	باپ
(۸)	بیوی	پوتا	پوتی	ماں
۳	۱۳	۴	۴	باپ
(۹)	شوہر	بیٹے (۲)	بیٹی	باپ
۳	۵	۲	۲	نانی
(۱۰)	بیوی	بیٹے (۲)	بیٹی	ماں
۳	۱۳	۴	۴	باپ
(۱۱)	شوہر	بیٹے (۲)	بیٹیاں (۲)	ماں
۳	۷	۲	۲	بہن
			۲	دادی
			۲	نانی

مسئلہ ۲۴

(۱۲)	بیوی	بیٹے (۳)	بیٹیاں (۲)	ماں	بہن	نانی
۱/۸	عصبہ	عصبہ بالغیر	۱/۶	۴	۴	۴
۳	۱۷	۴				

ماں	پوتے (۲)	بیٹی	(۱۳) شوہر
۲	۱	۶	۳

ماں	پوتے (۲)	بیٹی	(۱۴) بیوی
۳	۵	۱۲	۳

مسئلہ ۱۲

میراث

علاقہ بہن	ماں	بیٹی	(۱۵) شوہر
عصبہ مع الغیر	۱/۶	۱/۲	۱/۳
۱	۲	۶	۳

مسئلہ ۲۲

میراث

بہن	ماں	پوتی	(۱۶) بیوی
۵	۲	۱۲	۳

مسئلہ ۱۲

میراث

بہن	پوتی	بیٹی	(۱۷) شوہر
عصبہ مع الغیر	۱/۶	۱/۲	۱/۳
۱	۲	۶	۳

علاقہ بہن	پوتی	بیٹی	(۱۸) بیوی
۵	۲	۱۲	۳

(۱۹) شوہر بیٹیاں (۲) بھائی بہن  
۳ ۸ ۱

نوٹ: بہن اگر بیٹی یا پوتی اور بھائی دونوں کے ساتھ جمع ہو جائے تو اسے بھائی کے ساتھ عصبہ بالغیر بناتے ہیں۔ بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ مع الغیر نہیں بناتے۔

(۲۰) بیوی بیٹیاں (۲) علاقہ بھائی علاقہ بہن  
۳ ۱۶ ۵

مسئلہ ۶

(۲۱) شوہر ماں باپ  
۱/۲ ۱/۳ باقی عصبہ  
۳ ۱ ۲

مسئلہ ۷

(۲۲) بیوی ماں باپ  
۱/۲ ۱/۳ باقی عصبہ  
۱ ۱ ۲

مسئلہ ۸

(۲۳) شوہر ماں باپ بھائی (۲)  
۱/۲ ۱/۶ عصبہ م  
۳ ۱ ۲



مسئلہ ۱۲

می

(۲۴)	بیوی	ماں	باپ	علاقہ بھائی (۲)
۳	۲	۷	م	

مسئلہ ۶

می

(۲۵)	شوہر	ماں	دادا
۱/۲	۱/۳	عصبہ	
۳	۲	۱	

مذکورہ بالا مسئلے میں دادا باپ کی مانند نہیں اس لئے ماں کو کل کا ثلث ملے گا۔

(۲۶)	بیوی	ماں	دادا
۳	۴	۵	
(۲۷)	شوہر	ماں	دادا
۳	۱	۲	م

(۲۸)	بیوی	ماں	دادا
۳	۲	۷	م

(۲۹)	ماں	باپ	بھائی
۱	۲	م	

(۳۰) ماں باپ اخیا فی بھائی (۲)

۱ ۵ م

(۳۱) ماں دادا بھائی بہن

۱ ۵ م م

مسئلہ ۳

(۳۲) ماں بھائی بھتیجا

۱/۳ ۲ م

بھائی کی موجودگی میں بھائی کا بیٹا (بھتیجا) محبوب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳

(۳۳) ماں چچا بھتیجا

۱/۳ م عصبہ

۱ ۲

بھائی کی اولاد چچا سے مقدم ہے اس لئے چچا بھتیجہ کی موجودگی میں محبوب ہوگا۔

مسئلہ ۳

(۳۴) ماں بھتیجہ کا بیٹا چچا

۱/۳ م عصبہ

۱ ۲

میہ

(۳۵)	ماں	یعنی چچا کا بیٹا	علاقائی چچا
۱/۳	۲	عصبہ	۲
۱			
(۳۶)	بیوی	ماں	اخینائی بھائی
۳	۴	۲	بھتیجا
۳			۳

میہ

(۳۷)	شوہر	دادا	نانی
۱/۲	عصبہ	۱/۶	دادی
۳	۲	۱	

نانی اور دادی کو ملا کر سدس (۱/۶) ملتا ہے ہر ایک کو الگ الگ سدس نہیں ملتا۔

(۳۸)	بیوی	بیٹی	دادا	دادی
۱/۸	۱/۲	عصبہ + ۱/۶	۱/۶	۱/۶
۳	۱۲	۱+۴	۴	۴
۳	۱۲	۵	۴	۴

(۳۹)	شوہر	بہن	علاقائی بھائی
۱/۲	۱/۲	عصبہ	۱
۱	۱	صفر	

بھائی	بیوی	(۴۰)
بہن		
عصبہ	۱/۴	
عصبہ بالغیر		
۳	۱	

## جوابات مشق نمبر ۲ (عمول)

### مسئلہ ۶ ع ۷

عینی بہن (۲)	شوہر	(۱)
۲/۳	۱/۲	
۴	۳	

### مسئلہ ۶ ع ۹

اخیا فی بہن	اخیا فی بھائی	علاقی بہن	عینی بہن	شوہر	(۲)
۲		۱	۳	۳	

### مسئلہ ۱۲ ع ۱

اخیا فی بہن	اخیا فی بھائی	ماں	عینی بہن (۲)	بیوی	(۳)
۱/۳		۱/۶	۲/۳	۱/۴	
۴	۲	۸	۳		

مسئلہ ۱۲ ع ۱۳

میہ			
(۴) شوہر	پوتی	ماں	باپ
۱/۴	۱/۲	۱/۶	۱/۶ + عصبہ
۳	۶	۲	۰ + ۲

مسئلہ ۱۲ ع ۱۵

میہ			
(۵) شوہر	پوتیاں	ماں	دادا
۳	۱	۲	۰ + ۲

مسئلہ ۶ ع ۷

میہ			
(۶) عینی بہن (۲)	اخیاں بھائی (۲)	ماں	
۴	۲	۱	

مسئلہ ۶ ع ۸

میہ			
(۷) شوہر	عینی بہن (۳)	علاقہ بہن (۲)	اخیاں بہن
۳	۴		۱

مسئلہ ۶ ع ۷

میہ			
(۸) نانی	علاقہ بہن (۳)	اخیاں بھائی (۲)	
۱	۴	۲	

مسئلہ ۲۴ ع ۲۷

بیوی	بٹی	پوتی	ماں	باپ
۳	۱۲	۴	۴	۰ + ۴

مسئلہ ۶ ع ۱۰

(۱۰) شوہر	یعنی بہن (۲)	اخیاں بہن (۲)	ماں
۳	۴	۲	۱

مسئلہ ۶ ع ۸

(۱۱) شوہر	یعنی بہن (۳)	علاقہ بہن (۲)	اخیاں بھائی
۳	۴		۱

مسئلہ ۱۲ ع ۱۷

(۱۲) بیوی	یعنی بہن (۵)	اخیاں بھائی (۳)	دادی
۳	۸	۴	۲

مسئلہ ۱۲ ع ۱۵

(۱۳) شوہر	بٹی	پوتی	ماں	باپ
۳	۶	۲	۲	۰ + ۲

مسئلہ ۲۴ غ ۲۷

میں

باب	ماں	بیٹیاں (۲)	بیوی	(۱۴)
۰ + ۴	۴	۱۶	۳	

مسئلہ ۶ ع ۱۰

میں

ثانی	اخینانی بھائی (۲)	علاقہ بہن (۲)	شوہر	(۱۵)
۱	۲	۴	۳	

جوابات مشق نمبر ۳

(رو)

نوٹ: سراجی میں تصحیح کا باب رد سے پہلے ہے اس لئے جن سوالات میں تصحیح کی ضرورت تھی ہم نے ان میں تصحیح کر دی ہے اور جواب میں تصحیح سے پہلے اور تصحیح کے بعد دونوں جوابات دے دیئے ہیں۔

مسئلہ ۸ رد

میں

بیٹی	بیوی	(۱)
۱/۲	۱/۸	
۴	۱	
۷	۱	

مسئلہ ۲۴ رد ۱۶ | مص ۲

(۲)	بیوی	بیٹیاں (۲)
	۱/۸	۲/۳
	۳	۱۶
	۱	۷
	۲	۱۴
	تصحیح کے بعد	
	تصحیح سے پہلے	
	مسئلہ ۶ رد	

(۳)	شوہر	ماں
	۱	۱

مسئلہ ۶ رد ۲ | مص ۲

(۴)	شوہر	اخیا فی بھائی (۲)
	۱	۱
	۲	۲
	تصحیح کے بعد	
	تصحیح سے پہلے	

(۵) پانچواں سوال باب الرد میں مثال میں حل کیا ہوا ہے۔



مخرج بعد الرد

↓

مسئلہ ۲۲ رد ۳۲

میہ

(۶) بیوی بیٹی ماں

۱/۸ ۱/۲ ۱/۶

۳ ۱۲ ۴ رد سے پہلے ⇐

۴ ۲۱ ۷ رد کے بعد ⇐

مسئلہ من لا یرد علیہ مسئلہ من یرد علیہم

↓

↓

مسئلہ ۶ رد ۴

مسئلہ ۸ باقی ۷

میہ

بیوی بیٹی ماں

۱/۸ ۱/۲ ۱/۶

۱ ۳ ۱

مخرج بعد الرد

↓

مسئلہ ۲۲ رد ۴۰

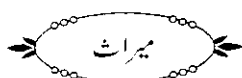
میہ

(۷) بیوی بیٹی (۲) ماں

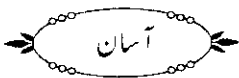
۱/۸ ۲/۳ ۱/۶

۳ ۱۶ ۴ رد سے پہلے ⇐

۵ ۲۸ ۷ رد کے بعد ⇐



میراث



آسان

مسئلہ من یُرَدُّ عَلَیْہِم



مسئلہ ۶ رد ۵

پٹی (۲) ماں

۲/۳ ۱/۶

۴ ۱

پوتی

نانی

۷ ۷

پٹی

۲۱

دادی

۱

پوتی

۱

اخیا فی بہن

۱

اخیا فی بھائی (۲)

۲

مسئلہ من لا یُرَدُّ عَلَیْہ



مسئلہ ۸ باقی ۷

بیوی

۱/۸

۱

بیوی

۵

پٹی

۳

پٹی

۳

نانی

۱

ماں

۱

(۱۳) بیٹیاں (۲) ماں

۱ ۴

(۱۴) عینی بہن علاقائی بہن

۱ ۳

(۱۵) پوتی نانی دادی اخیانی بہن

۳ تصحیح سے پہلے

۶ تصحیح کے بعد

(۱۶) بیویاں (۳) بیٹیاں (۴) دادی نانی

۵ تصحیح سے پہلے

۳۰ تصحیح کے بعد

## جوابات مشق نمبر ۴

(تصحیح)

(۱) بیٹیاں (۳) نانی چچا (۳)

۱۲ ۳ ۳

(۲) بیویاں (۲) دادی چچا (۵)

۳۰ ۲۰ ۷۰

(۳) بیوی	نانی	بیٹیاں (۶)	چچا (۲)
۱۸	۲۴	۹۶	۶
(۴) بیویاں (۴)	بیٹیاں (۶)	ماں	چچا (۴)
۳۶	۱۹۲	۴۸	۱۲
(۵) ماں	یعنی بہنیں (۶)	اخیاں بہنیں (۳)	
۳	۱۲	۶	
(۶) بیٹیاں (۲)	دادی	نانی	بھتیجے (۷)
۵۶	۷	۷	۱۴
(۷) شوہر	بیٹی	بیٹا	ماں باپ
۹	۵	۱۰	۶
(۸) بیوی	بیٹی	بیٹا	ماں باپ
۹	۱۳	۲۶	۱۲
(۹) ماں	بھائی (۴)	بھتیجا	
۴	۲۰	۴	
(۱۰) شوہر	علاقہ بہنیں (۶)	اخیاں بھائی (۴)	
۱۸	۲۴	۱۲	

(۱۱) شوہر	پوتیاں (۵)	مال	دادا
۱۵	۴۰	۱۰	۱۰
(۱۲) شوہر	بیٹیاں (۲)	بھائی (۲)	بہن (۲)
۱۸	۴۸	۴۰	۲
(۱۳) بیویاں (۲) دادی	نانی	اخیاں بھائی (۲)	اخیاں بہن (۲) چچا (۷)
۱۴ ۴۲	۱۴	۲۸	۲۸ ۴۲
(۱۴) بیویاں (۲) مال	عینی بہنیں (۶)	اخیاں بہنیں (۳)	
۱۸	۱۲	۴۸	۲۴
(۱۵) بیویاں (۴) بیٹیاں (۱۰)	اخیاں بھائی (۳)	چچا (۶)	
۱۸۰	۹۶۰	۴	۳۰۰
(۱۵) بیویاں (۲) بیٹیاں (۶)	عینی بہنیں (۳)	چچا (۶)	
۱۸	۹۶	۳۰	۴

وضاحت: عینی بہن یا علاقائی بہن بیٹی یا پوتی کے ساتھ ملکر عصبہ بن جاتی ہے جبکہ چچا بھی عصبہ ہے لیکن بہن چونکہ چچا سے قوی ہے اس لئے باقی مال بہن کو مل جائے گا اور چچا محجوب ہوگا۔

## جوابات مشق نمبر ۵

(مناسخ)

خالد	خولہ	حلیہ	حرمہ	حمامہ	(۱)
۸	۴	۸	۸	۸	
مرجانہ	میمونہ	ماریہ	سلمیٰ	سدرہ	(۲)
۴۸	۴۸	۴۸	۴۵	۷۵	
مریم	یوسف	ہادیہ	صفیہ	مطیعہ	
۴۸	۵	۱۰	۳۰	۴۸	
حلیہ	افضل	بانو	سارہ	ہاجرہ	(۳)
۲۵	۲۵	۹۳	۱۲	۳۷	
عبدالحمید	رضیہ	انیسہ	ماریہ	بانو	(۴)
۳	۳	۲۲	۲۲	۱۶۶	۵۴
امجد	اظہر	بصیر	جیلہ	ثمینہ	(۵)
۱	۷	۸	۴	۴	

(۶)	جمال	حامدہ	رشید	ساجدہ
	۳۲۷	۱۷۱	۲۸	۱۴

(۷)	جمیلہ	شمینہ	شمیم	رخسانہ	صائمہ
	۱۰۲	۱۰۲	۱۳۶	۲۰۸	۲۵
	سارہ	نجمہ	سمیہ	عالمہ	باصرہ
	۲۵	۶	۴	۴	۴

(۸)

زینب	سلیم	کلیم	حامدہ	خالدہ
۳۶۱۷۴۶	۵۸۵۶۸۴	۵۸۵۶۸۴	۲۹۷۸۴۲	۲۹۷۸۴۲
زابدہ	بکر	سارہ	آسیہ	فاطمہ
۲۹۷۸۴۲	۵۹۵۷۰۴	۲۹۷۸۵۲	۲۹۷۸۵۲	۲۲۲۰۳۷
حمید	جمیلہ	حسینہ	رقیہ	خدیجہ
۶۸۳۲۹۸	۳۴۱۶۴۹	۳۴۱۶۴۹	۳۴۱۶۴۹	۳۴۱۶۴۹
جویریہ	حفصہ	ماریہ	عظیمہ	جلیل
۲۹۷۸۵۲	۲۹۷۸۵۲	۲۹۷۸۵۲	۳۴۱۶۴۹	۲۱۸۲۲۸
خلیل	شمینہ	صائمہ	زید	عمرو
۲۱۸۲۲۸	۱۰۹۲۱۲۴	۱۰۹۲۱۲۴	۵۹۵۷۰۴	۵۹۵۷۰۴

## جوابات ضمیمہ اولی

(۱) بیوی ، باپ ، عینی بہن ، علاقائی بھائی ، ماں

۳ ۷ ۰ ۰ ۲

(۲) بیوی ، بیٹیاں (۲) ، پوتی ، پرپوتی ، پوتا ، عینی بہن

۹ ۲۸ ۵ م ۱۰ م

(۳) بیوی ، بیٹی ، پوتی ، دادی

۵ ۲۱ ۷ ۷

(۴) بیوی ، ماں ، باپ ، بھائی

۱ ۱ ۲ م

الحمد للہ ”آسان میراث“ کا پہلا حصہ ۲۸ رمضان

۱۴۲۸ھ بمطابق ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۷ء ساڑھے دس بجے دن

اختتام پذیر ہوا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و

اصحابہ و ازواجہ و جمیع متبعیہ الی یوم الدین۔



دینی مدارس کے طلبہ کیلئے نایاب تحفہ

# اسلامیہ مسائل

(حصہ دوم)

جس میں ذوی الارحام، غنشی، حل، مفقود، تنہاج، ہبہ  
مقابلہ جد کے مسائل کو آسان انداز میں حل کیا گیا ہے

مؤلفہ  
مولانا محمد عثمان نقوی  
استاذ مئذربہ بیت العلم کراچی

پسند فرمودہ

مولانا مفتی  
رضا الحق  
استاذ الحدیث و مفتی دارالعلوم زکریا جٹوئی، فریقہ

بیت العلم و تربیت

تقریظ

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب

شیخ الحدیث دارالعلوم زکریا جنوبی افریقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله و الصلوة على رسول الله و على آله و اصحابه ، اما بعد  
 بندہ فقیر نے مولانا عثمان یوئی والا کی کتاب (آسان میراث حصہ دوم)  
 کا کچھ حصہ پڑھا مولانا کو اللہ تعالیٰ نے شروع سے علم میراث کے ساتھ خصوصی  
 مناسبت عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ انہوں نے اپنے تجربات اور اس علم  
 سے مناسبت کی روشنی میں یہ کتاب مرتب فرمائی۔ اور اس علم کی خوب تسہیل فرمائی  
 ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو مفید و نافع بنادے اور مؤلف اور ان کے  
 والدین اور خاندان اور اساتذہ کے لئے صدقہ جاریہ بنادے۔

۱۰ اشوال ۱۴۲۹ھ

## بسم اللہ الرحمن الرحیم عرض مولف

الحمد لله ، نحمده و نستعينه و نستغفره و نستهديه ، و  
نعوذ بالله من شرور أنفسنا ، و سيئات أعمالنا ، من يهده الله  
فلا مضل له و من يضلل فلا هادي له ، و أشهد أن لا إله إلا الله  
وحده لا شريك له ، و أشهد أن محمدا عبده و رسوله .  
﴿ إِنَّ الدِّينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِيهِ  
بُطُونُهُمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴾ .

اما بعد :

ہندے نے تقریباً ایک سال پہلے ”آسان میراث“ کا پہلا حصہ مناخذ تک  
لکھا تھا یہ اس کا دوسرا حصہ ہے جس میں ذوی الارحام، خنثی حمل، مفقود اور متخارج  
کے مسائل شامل ہیں آخر میں طلباء کے فائدے کی غرض سے مقاسمہ جد کے  
مسائل بھی شامل کر دیئے ہیں۔

حصہ اول لکھتے وقت خیال تھا کہ حتی الامکان کتاب کو آسان کیا جائے اس  
لئے تعریفات میں بھی آسان انداز اختیار کیا گیا تھا لیکن دوسرا حصہ میں ذوی  
الارحام کی بحث ہے اور سراجی میں وراثہ کے نام عربی میں ہیں اس لئے اگر  
آسان میراث میں وہ سارے نام اردو میں تبدیل کئے جاتے تو شاید یہ کتاب

سراجی پڑھنے والوں کے لئے اتنی مفید نہ ہوتی اور تن آسانی کے اس دور میں عوام الناس سے بھی امید نہ تھی کہ وہ اس قدر دشوار چیز سمجھنے کے لئے اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں گے اس لئے دینی مدارس کے طلباء کی آسانی کی خاطر اس میں عربی اصطلاحات ہی استعمال کی گئی ہیں گویا یہ حصہ دینے مدارس کے طلباء کے لئے مخصوص ہے۔

نیز دنیا کے ہر فن میں مخصوص اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں جس میں مختلف زبانوں کے ثقیل الفاظ ہوتے ہیں اور دنیا بھر میں اسے متعارف کرایا جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہیئے کہ دینی علوم کی عربی اصطلاحات استعمال کی جائیں اور انہیں فروغ دیا جائے۔

تخارج اور ہبہ کے مسائل خاص طور پر بندہ نے بعض مفتی حضرات کو دکھائے ہیں، لیکن اس کے باوجود ان مسائل میں بلکہ پوری کتاب میں جہاں کہیں کوئی غلطی یا کوتاہی ہوئی ہے بدان حضرات کا ممنون ہوگا جو اس سے آگاہ کریں۔

میں ان تمام حضرات کا ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی قسم کی معاونت فرمائی خاص طور پر عمر فاروق اور محمد راحیل جاڈا (متعلم درجہ سابعہ) کا جنہوں نے اس کی مکمل پروف ریڈنگ کی۔

محمد عثمان

استاد مدرسہ بیت العلم (گشن اقبال کراچی)

۲۸ ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ذوی الارحام

**لغوی تعریف:** ارحام جمع ہے رحم کی لغت میں: هُوَ مَكَانٌ تَكْوِينِ الْحَنِينِ فِي بَطْنِ اُمِّهِ (ماں کے پیٹ میں بچہ بننے کی جگہ) پھر اس کا اطلاق مطلق قرابت پر ہونے لگا چاہے یہ اقارب باپ کی جہت کے ہوں یا ماں کی جہت کے ہوں اسی وجہ سے لغت اور شریعت کی اصطلاح میں اقارب کے اوپر کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔

**اصطلاحی تعریف:** اصطلاحاً حاوہ تمام رشتے دار اقارب جن کے واسطے حصہ مقرر نہیں اور نہ وہ عصبات میں ہیں مختصر یہ کہ نہ وہ اصحاب فروض میں ہیں اور نہ وہ عصبہ ہیں۔

**حکم:** ان کا حکم عصبہ کی طرح ہے اگر وہ تنہا ہو تو کل تر کے کا وارث ہوگا اور بالاجماع اگر کوئی ذوی الفروض یا عصبہ میں سے ہو تو ذوی الارحام محروم ہوتے ہیں، مگر اجماع ہے کہ شوہر اور بیوی کی وجہ سے ذوی الارحام محروم نہیں ہوتے بلکہ شوہر یا بیوی کو دینے کے بعد بقیہ ذوی الارحام میں اقرب کو ملے گا۔

**فائدہ:** ذوی الارحام کی بحث نہایت دشوار ہے عام لوگوں پر اس کا سمجھنا مشکل ہے اور ضرورت بھی کم پڑتی ہے اس لئے کہ میت کا کوئی نہ کوئی عصبہ ضرور موجود ہوتا ہے

پہلی، دوسری، دسویں، بیسویں پشت کا شریک اگر موجود نہ بھی ہو تو ایسا کون شخص ہے جس کے پچاس، ساٹھ، سو، دوسو سے اوپر کی پشت میں کوئی شریک نہ ہو، جتنے سید ہیں آخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جا کر مل جاتے ہیں کیونکہ یہ سب آپ کی اولاد ہیں اسی طرح جتنے صدیق شیخ ہیں سب کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جا کر مل جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس فاروقیوں کا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر، لیکن یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کون شخص کس پشت میں شریک ہے اس لئے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ عصبہ موجود نہیں اس لئے ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں۔

### قواعد

**قاعدہ ۱:** عصبات کی طرح ذوی الارحام کی چار اصناف (درجات) ہیں جب تک صنف اول والے کو میراث ملتی ہے دوم، سوم اور چہارم کو نہیں ملتی۔ اسی طرح دوم کی موجودگی میں سوم اور چہارم والے محروم رہتے ہیں اور سوم درجے والوں کی موجودگی میں چہارم کو کوئی حصہ نہیں ملتا بلکہ جب تینوں درجوں کے ذوی الارحام میں سے کوئی نہ ہو تب چوتھے درجے والے کو ترکہ پہنچتا ہے وہ چار اصناف مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) صنف اول خود میت کی وہ اولاد جو ذوی الفرض اور عصبہ نہیں جیسے نواسا (ابن البنت) اور نواسی (بنت البنت) وغیرہ۔

(۲) صنف ثانی میت کے اصول جو ذوی الفرض اور عصبہ نہیں یعنی جد فاسد اور جدہ

فاسدہ جیسے نانا (اب الام) یا دادی کا باپ (اب ام الاب) وغیرہ۔

نوٹ: جد فاسد اور جد فاسدہ کی تفصیل صنف ثانی کے بیان میں آئے گی۔

(۳) صنف ثالث میت کے ماں باپ کی اولاد یعنی میت کے بھائی بہن کی اولاد (کیونکہ ماں باپ کی اولاد تو بہن بھائی ہیں بہن ذوی فرض ہے جبکہ بھائی عصبہ ہے) جو ذوی الفرض اور عصبہ نہیں جیسے بھانجا (ابن الاخت)، بھانجی (بنت الاخت) بھتیجی (بنت الاخ)، اخیانی بھائی بہن کی اولاد وغیرہ۔

(۴) صنف رابع دادا، دادی اور نانی کی اولاد (یعنی باپ کے اخیانی بھائی اور باپ کی بہن اور ماں کے بھائی بہن) جیسے پھوپھی (اخت الاب)، خالہ (اخت الام)، ماموں (اخ الام) اور اخیانی چچا (اخ الاب خفی) وغیرہ۔

قاعدہ ۲: عصبات میں یہ قاعدہ تھا کہ ایک درجے کے وارثوں میں سے جو سب سے قریب ہوتا تھا وہ مستحق میراث ہوتا تھا اور اس سے بعید محروم رہتے تھے، ذوی الارحام میں یہ قاعدہ بھی جاری ہے مگر مطلق نہیں قیودات کے ساتھ ہے اور آئندہ چاروں اصناف کے تفصیلی بیان میں ان قیودات کا ذکر ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

## صنف اول

قاعدہ ۱: قریب کی وجہ سے بعید محروم ہوگا یعنی میت اور ذوی الارحام کے درمیان جس کے واسطے کم ہوں گے وہ مستحق میراث ہوگا۔

جیسے بنت البنت (بیٹی کی بیٹی یعنی نواسی) کی وجہ سے بنت بنت الابن (بیٹی

کی بیٹی کی بیٹی یعنی پوتی کی بیٹی (محروم ہوگی، کیونکہ پہلے میں میت اور وارث کے درمیان ایک واسطہ ہے جبکہ دوسرے میں دو واسطے ہیں۔

**قاعدہ ۲:** اگر میت اور ذوی الارحام کے درمیان واسطے برابر ہوں تو وارث کی اولاد غیر وارث کی اولاد پر مقدم ہوگی۔

**فائدہ:** وارث سے مراد ذوی الفرض یا عصبہ ہے۔ وارث کی اولاد (ولد الوارث) کا لفظ آئندہ بھی استعمال ہوگا۔

**مثال:** بنت بنت الابن (بیٹی کی بیٹی کی بیٹی) مقدم ہوگی بنت بنت البنت (بیٹی کی بیٹی کی بیٹی) اور ابن بنت البنت (بیٹی کی بیٹی کا بیٹا) پر۔

**فائدہ:** ذوی الارحام کے سوال لکھنے کا طریقہ یہ ہے مضاف نیچے اور مضاف الیہ اوپر لکھا جائے اس طرح آخری مضاف الیہ لفظ میت سے متصل ہوگا۔

بنت	بنت	ابن
بنت	بنت	بنت
ابن	بنت	بنت
↑	↑	↑
ولد غیر الوارث	ولد غیر الوارث	ولد الوارث
محبوب	محبوب	کل میراث



وضاحت: کل میراث پوتی کی بیٹی کو ملے گی کیونکہ پوتی ذوی الفروض میں سے ہے اس لئے اس کی بیٹی ولد وارث ہوئی۔

صنف اول میں سوالات حل کرنے کا طریقہ: یہ بات پہلے بتائی جا چکی ہے کہ سوالات حل کرتے وقت مضاف نیچے اور مضاف الیہ اس کے اوپر لکھا جائے گا گویا کہ وہ ذوی الارحام جس کا مسئلہ معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ سب سے آخر میں لکھا جائے گا اور اس سے اوپر میت تک سارے اس کے اصول لکھے جائیں گے۔ اب جو اصول میت سے متصل ہیں سب سے پہلے اسے دیکھا جائے کہ ان میں ذکوریت یا انوșیت کا اختلاف ہے یا نہیں۔

(۱) اگر ذکوریت اور انوșیت کا اختلاف نہیں تو اس سے نیچے والے کو دیکھا جائے الغرض اگر تمام اصول ذکوریت یا انوșیت میں متفق ہوں تو میراث موجودہ ذوی الارحام پر لہذا کر مثل حظ الانثیین تقسیم کی جائے۔

مثال (۱): ابن بنت البنت اور بنت بنت البنت

مسئلہ ۳

بنت ◀▶ بنت

بنت ◀▶ بنت

ابن بنت

۱

۲

وضاحت: مذکورہ مسئلہ میں میت سے متصل دونوں اصول بنت میں اسی طرح اس کے نیچے بھی دونوں بنت ہیں، لہذا آخر میں ابن کو ”۲“ اور بنت کو ”۱“ دے دیا۔

(ب) اگر کئی ذوی الارحام جمع ہو جائیں اور ان کے اصول میں ذکوریت و انوہیت کا اختلاف ہو تو میت کی طرف پہلے جن اصول میں اختلاف ہو ”ابن“ اور ”بنت“ کا الگ الگ طائفہ بنالیں پھر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کر دیا جائے اور تصحیح کی ضرورت ہو تو کردی جائے پھر اس کے بعد اسی طرح ابن کے طائفے میں پہلے جس جگہ اختلاف واقع ہو ابن اور بنت کے مزید طائفے بنائے جائیں اور للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کر دیا جائے اسی طرح بنت کے طائفے میں عمل کیا جائے پھر تمام اصولوں میں اسی طرح کیا جائے یہاں تک کہ سب اصول ختم ہو جائیں۔

مثال (۲): مذکورہ چار ذوی الارحام میں میراث تقسیم کریں

(۱) ابن ابن بنت (۲) بنت ابن بنت (۳) ابن بنت بنت (۴) بنت بنت بنت

مسئلہ ۶ | ۱۸ | ۹ | مص ۳ | ۲ ÷

بنت	بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن	ابن
۲	۲	۲	۲
۶	۱۲	۶	۱۲
بنت	ابن	بنت	ابن
۲	۴	۲	۸
۱	۲	۲	۴

وضاحت:

(۱) سوال میں مذکور چاروں ذوی الارحام کے میت سے متصل پہلے اصول متفق ہیں یعنی سب بنت ہیں اس لئے ہم نے اس میں کسی قسم کی تقسیم نہیں کی۔

(۲) اصول دوم میں دو ابن اور دو بنت ہیں اس لئے ہم نے ان کے الگ الگ ٹائٹ بنائے اور دونوں کے نیچے علامت کے طور پر لکیر کھینچ دی۔ دو ابن کے ”۴“ حصے ہوتے ہیں وہ ان کو دے دیئے اور انہیں لکیر کے نیچے لکھ دیا اور دو بنت کے ”۲“ حصے ان کو دے دیئے اور ان کو لکیر کے نیچے لکھ دیا۔

(۳) دو ابن کے ”۴“ حصے ان کی ٹھلی پشت میں ایک ابن اور ایک بنت کو مل رہے ہیں، ابن کے دو حصے اور بنت کا ایک حصہ ہوتا ہے اور چار کے تین پورے حصے ہو نہیں سکتے اس لئے تصحیح کے لئے عدد دس ”۳“ کو محفوظ کر لیا اسی طرح بنت کے طائفہ میں ”۲“ تین پر مکمل تقسیم نہیں ہوتے اس لئے عدد دس تین کو محفوظ کر لیا تصحیح کے قاعدے کے اعتبار سے مضروب ”۳“ حاصل ہوا اور تصحیح ”۱۸“ سے ہوئی۔

(۴) جب تصحیح اور تمام ورثاء کے حصے کسی عدد سے تقسیم ہوتے ہوں تو تقسیم کر دینا چاہئے مذکورہ مسئلہ میں بھی ”۲“ سے دونوں تقسیم ہو سکتے ہیں اس لئے تقسیم کر دیا گیا اب مسئلہ ”۹“ سے ہوگا۔

(۵) اگر ابتداء میں دو ابن کے طائفے کو بجائے ”۴“ کے ”۲“ اور دو بنت کے طائفے کو بجائے ”۲“ کے ”۱“ دیا جائے اور مذکورہ اصول کے مطابق تصحیح کی جائے تو آخر میں تقسیم کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

## صنف ثانی

صنف ثانی میں میت کے جد فاسد اور جد فاسدہ شامل ہیں۔

فائدہ: میت اور اُب کے درمیان اُم آجائے تو یہ اُب جد فاسد کہلائے گا جیسے:

اُب اُم المیت (میت کی ماں کا باپ)

↑  
جد فاسد

میت اور ”اُم“ کے درمیان جد فاسد آجائے تو یہ ”اُم“ جد فاسدہ کہلائی گی۔  
بالفاظ دیگر میت سے پہلے تیر کے نشان کی طرف ”اُم“ کے بعد ”اُب“ ہو تو یہ  
”اُب“ جد فاسد ہوگا اور اس جد فاسد کے بعد (تیر کے نشان کی جانب) جتنے بھی  
”اُب“ یا ”اُم“ ہوں گے سب فاسد ہوں گے جیسے:

⇒ ⇒ ⇒ ⇒ ⇒

(۱) اُم اُب اُب اُم المیت

↑ ↑ ↑  
ف ف ف

(۲) اُب اُب اُم اُب المیت

↑ ↑  
ف ف

جبکہ ”ف“ علامت فاسد کی ہے۔

قاعدہ ۱: قریب کی وجہ سے بعید محروم ہوگا یعنی میت اور ذوی الارحام کے درمیان  
جس کے واسطے کم ہوں گے وہ مستحق میراث ہوگا۔

جیسے اب ام کی وجہ سے اب ام ام محروم ہوگا، کیونکہ پہلے میں میت اور وارث کے درمیان ایک واسطہ ہے جبکہ دوسرے میں دو واسطے ہیں۔

قاعدہ ۲: اگر واسطے برابر ہوں تو مُدَلِّسِيْ بِالْوَارِثِ (جو میت سے وارث کے ذریعہ منسوب ہو) کی وجہ سے مُدَلِّسِيْ بِغَيْرِ الْوَارِثِ (جو میت سے وارث کے ذریعہ منسوب نہ ہو) محروم نہیں۔

جیسے اب ام ام کی وجہ سے اب ام محروم نہ ہوگا، حالانکہ پہلانی کا باپ ہے اور نانی وارث ہے اور دوسرا نانا کا باپ ہے اور نانا وارث (ذوی الفرض یا عصبہ) نہیں کیونکہ ان کے درمیان واسطے برابر ہیں۔

صنف ثانی میں سوالات حل کرنے کا طریقہ: صنف ثانی میں بھی سوال لکھنے کا طریقہ صنف اول کی طرح ہی ہے یعنی مضاف الیہ اوپر اور مضاف نیچے لکھا جائے۔ صنف ثانی میں اول کے برعکس جس ذوی الارحام کا مسئلہ معلوم کرنا چاہتے ہیں اس کے اوپر میت تک سارے فروغ ہوں گے، اسی وجہ سے پہلی صنف میں ولد الوارث اور دوسری میں مدلی بالوارث کہا گیا ہے۔

اگر میت اور ذوی الارحام کے درمیان واسطے (منازل و درجات) برابر ہوں تو اول فرع جس میں اب اور ام کا اختلاف واقع ہو تو اب کے طائفے کو ثلثان اور ام کے طائفے کو ثلث دیں گے۔ اور اگر نیچے مزید اختلاف واقع ہو تو قسم اول کی طرح عمل کریں گے۔

مثال (۱): مندرجہ ذیل ذوی الارحام کا حصہ معلوم کریں۔

(۱) اَب اَب اُم (۲) اُم اَب اُم (۳) اَب اُم اُم

مسئلہ ۳ | ۹ مص ۳

اُم	اُم	اُم
اَب	اَب	اَب
۱	۲	۳
۱	۲	۳
اَب	اُم	اَب
۳	۲	۲

وضاحت: میت سے متصل پہلی فرع میں حب اُم ہیں اس لئے کوئی تقسیم نہیں کی اس کے بعد دو اَب اور ایک اُم ہے اس لئے دو اَب کا الگ طائفہ بنایا اور اُم کا الگ۔ اَب کے طائفہ کو ”۲“ اور اُم کے طائفہ کو ”۱“ دیا ”۲“ کو لینے والے نیچے ایک اَب اور ایک اُم ہے جن کے رؤوس ۳ بنتے ہیں (اس لئے کہ اَب کے دو حصے اور اُم کا ایک حصہ ہے) تقسیم کے قاعدے کی بنا پر ۳ مضروب حاصل ہوگا باقی عمل آسان ہے۔

مثال (۲): مندرجہ ذیل ورثاء کا حصہ معلوم کریں۔

(۱) زوجہ (۲) اَب اُم اَب (۳) اَب اَب اُم (۴) اُم اَب اُم

(۵) اَب اُم اُم





جیسے بنت ابن الاخ کی وجہ سے ابن بنت الاخ محروم ہوگا۔ کیونکہ پہلی بھتیجی کی بیٹی ہے اور بھتیجی کا عصبہ ہے جبکہ دوسرا بھتیجی کا بیٹا ہے اور بھتیجی نہ ذوی الفرض ہے اور نہ عصبہ۔

صنف ثالث میں سوالات حل کرنے کا طریقہ: اس میں سوال لکھنے کا طریقہ صنف اول کی طرح ہی ہے اور صنف اول کی طرح ہی میت سے متصل اصول ہوں گے اور فروغ کو نیچے لکھا جائے گا۔

(۱) اگر سب اصول خفی ہوں تو میراث آخری فروغ میں مذکور و مومنٹ پر برابر تقسیم کر دی جائے (یہاں ذکوریت و انوثیت کا لحاظ نہ کیا جائے گا)۔

مثال (۱): (۱) ابن اخ خفی (۲) بنت اخ خفی (۳) ابن اُخت خفیہ (۴) بنت اُخت خفیہ۔

مسئلہ ۴

ابن	ابن	ابن	ابن
اخ خفی	اخ خفی	اُخت خفیہ	اُخت خفیہ
بنت	بنت	ابن	بنت

وضاحت: چاروں ذوی الارحام کے اصول اخیان ہیں اور صنف ثالث میں جب اصول اخیان ہوں تو فروغ میں ذکوریت و انوثیت کا لحاظ نہ ہوگا اس لئے کل میراث

سب میں برابر تقسیم کر دی۔

(ب) اگر سب اصول یعنی ہوں یا سب علاقہ ہوں تو صنف اول کی طرح عمل کیا جائے یعنی للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائے۔

مثال (۲): (۱) ابنِ اُخ یعنی (۲) بنتِ اُخ یعنی

مسئلہ ۳

اُخ یعنی

بنت

بنت

۱

بنت

ابن

۲

وضاحت: مذکورہ سوال میں دونوں ذوی الارحام کے اصول یعنی ہیں یعنی دونوں یعنی بھائی کی اولاد ہیں اس لئے بیٹے کو دو اور بیٹی کو ایک حصہ دے دیا۔

(ج) اگر اصول مختلف ہوں تو پہلی اصل جہاں اختلاف ہو تقسیم کیا جائے

یعنی یعنی، علاقہ اور اخیانی بھائی بہنوں میں سے ذوی الفروض کو ان کا مقرر حصہ دینے کے بعد باقی عصبات کو دیا جائے۔ عصبات میں بھائی بہنوں کے الگ

الگ طائفے بنائے جائیں بھائی کو بہن سے دو گنا ملے گا پھر صنف اول کی طرح

عمل کرتے ہوئے تمام فروع پر میراث تقسیم کی جائے۔

مثال (۳): (۱) بنت اُخ عینی (۲) ابن اُخت عینیہ (۳) ابن اُخ خفی (۴) بنت اُخت خفیہ

مص ۶

مسئلہ ۳ ۹ ۱۸

اُخ عینی اُخت عینیہ اُخ خفی اُخت خفیہ

۱/۳	عصبہ
۱	۲
۶	۱۲
۳	۸
بنت	ابن
۳	۴

وضاحت: اخیانی بھائی بہن کو ان کا تہائی دینے کے بعد بقیہ یعنی بھائی بہن کو بطور عصبہ دیا پھر تصحیح کے اصول کے مطابق تصحیح کی گئی ہے۔

(د) اگر عصبہ کوئی نہ ہو اور رد کی ضرورت پڑے تو رد کیا جائے پھر ان کی فروع میں میراث صنف اول کی طرح تقسیم کی جائے۔

مثال (۴): (۱) ابن اُخت عینیہ (۲) بنت اُخت عینیہ (۳) ابن

## اُخت علیہ (۴) اُبن اُخت خنیفہ

مسئلہ ۶ رد ۵   ۱۵		مص ۳	
اُخت عینیہ	اُخت عینیہ	اُخت علیہ	اُخت خنیفہ
۲/۳	۲	۱/۶	۱
۱۲	۱۲	۳	۳
اُبن	بنت	اُبن	اُبن
۸	۴	۴	۳

وضاحت: اول اصول میں اُخت عینیہ دو ہیں جن کا ۲/۳ حصہ ہوتا ہے اور اُخت خنیفہ ایک ہے جس کا ۱/۶ حصہ ہوتا ہے مخرج ”۶“ حاصل ہوا اور رد ”۵“ سے ہوا، پھر تصحیح کے اصول کے مطابق تصحیح کی گئی۔ عینی بہنیں جب دو ہوں تو علاقہ محروم ہوتی ہے۔

## صنف رابع

صنف رابع میں میت کے ماں اور باپ دونوں کی طرف کے ذوی الارحام ہوتے ہیں باپ کی طرف کے ذوی الارحام میں عینی پھوپھی، علاقائی پھوپھی، اخینائی پھوپھی اور اخینائی چچا ہیں جبکہ ماں کی طرف میں حقیقی ماموں، علاقائی ماموں، اخینائی ماموں، حقیقی خالہ، علاقائی خالہ، اور اخینائی خالہ۔ اسی طرح پھر چچا اور پھوپھی کی اولاد اور ماموں اور خالہ کی اولاد۔

**قاعدہ ۱:** قریب کی وجہ سے بعید محروم ہوگا یعنی میت اور ذوی الارحام کے درمیان جس کے واسطے کم ہوں گے وہ مستحق میراث ہوگا۔

جیسے پھوپھی (اخت الاب) کی وجہ سے چچائی بیٹی (بنت الخالاب) محروم ہوگی۔ صنف رابع میں میت کے باپ اور ماں دونوں کی طرف کے ذوی الارحام شامل ہیں باپ کی جانب میں عینی، علاقائی، اخینائی پھوپھیاں اور اخینائی چچا ہیں، اور ماں کی جانب میں عینی، علاقائی، اخینائی ماموں اور اسی طرح تینوں قسم کی خالائیں ہیں۔ قاعدہ نمبر ۱ کا اطلاق دونوں طرف کے ذوی الارحام میں ہوگا۔ یعنی ایک طرف کا قریب دونوں طرف کے بعید کو محروم کر دے گا۔

**قاعدہ ۲:** اگر اصول صرف جانب ام ہوں یا صرف جانب اب ہوں تو قوی کی وجہ سے ضعیف محروم ہوگا یعنی عینی کی وجہ سے علاقائی و اخینائی اور علاقائی کی وجہ سے اخینائی محروم ہوگا۔

**قاعدہ ۳:** اگر اصول صرف جانب ام ہوں یا صرف جانب اب ہوں تو ولد وارث کی وجہ سے ولد غیر وارث محروم ہوگا جیسے بنت اخ الاب کی وجہ سے ابن اُخت الاب محروم ہوگا۔

**قاعدہ ۴:** اگر اصول جانب ام اور جانب اب جمع ہو جائیں تو ایک طائفے (جانب اب) کے قوی یا ولد وارث کی وجہ سے دوسرے طائفے (جانب ام) کا ضعیف یا ولد غیر وارث محروم نہ ہوگا۔ (لیکن ایک طائفے کے قریب کی وجہ سے دوسرے طائفے کا بعید محروم ہوگا قاعدہ کی بنا پر)۔ البتہ ہر ایک طائفے کے قوی یا ولد الوارث کی وجہ سے صرف اسی طائفے کا ضعیف یا ولد غیر وارث محروم ہوگا۔  
نوٹ: قوی، ضعیف اور قریب و بعید کے فرق کو خوب ملحوظ خاطر رکھیں۔

**قاعدہ ۵:** صنف چہارم میں اخبانی میں میراث للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگی۔<sup>۱</sup>

صنف رابع میں سوالات حل کرنے کا طریقہ: صنف رابع میں سوالات صنف اول کی طرح حل کریں گے۔ صنف رابع میں بھی میت سے متصل اصول ہوتے ہیں اور نیچے بالترتیب فروغ۔

**مثال ۱:** (۱) اُخت اب عینیہ (۲) اُخت اب علیہ (۳) اُخت اب حنفیہ (۴) بنت اخ اب۔

۱۔ اکثر کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے ”قانون وراثت“ مؤلفہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب میں بھی اسی طرح ہے۔ البتہ ”مفید الوارثین“ میں اخبانی میں علی السویۃ مذکور ہے۔ فائز

می

أَب (ع)      أَب (علی)      أَب (خ)      أَب  
أُخْت      أُخْت      أُخْت      أُخ

بنت

کل میراث      م      م      م

وضاحت: أُخْت أَب (ع) (باپ کی عینی بہن یعنی میت کی پھوپھی) (ع) سے مراد عینی (خ) سے مراد اخیانی اور (علی) سے علاقہ مراد ہے۔ عربی زبان میں مضاف کی صفت مضاف الیہ کے بعد ذکر کی جاتی ہے اس لئے ہم نے اس قاعدے کا لحاظ کرتے ہوئے أَب کے ساتھ (ع) اور (خ) وغیرہ لکھا ہے۔

مسئلہ بالا میں سارے اصول متحد (جانب أَب) ہیں چوتھا وارث بعید کا ہے کیونکہ اس کے اور میت کے درمیان دو واسطے ہیں جبکہ باقی میں صرف ایک واسطہ ہے اس لئے قاعدہ نمبر ۱ کی وجہ سے یہ محبوب ہوگا۔ شروع کے تین وارث اگرچہ درجات میں برابر ہیں لیکن اول سب سے قوی ہے یعنی عینی ہے اس لئے باقی دو بھی قاعدہ نمبر ۲ کی وجہ سے محروم ہوں گے۔

مثال ۲: (۱) أُخ أَب الخفی (۲) أُخْت أَب الخفیہ (۳) بنت أُخ الاب (۴) ابن أُخ الام العینی (۵) بنت أُخْت الام العینیہ (۶) ابن أُخ الام العلی۔

مسئلہ ۳

آب (غ) آب (غ) آب (ع) آب (ع) آب (ع) آب (ع)

آخ ۲ آخت ۱ آخ ۱ آخت ۱ آخ ۱ آخت ۱

بنت ابن بنت ابن م م م م

وضاحت: مسئلہ بالا میں تین وارث جانب آب سے اور تین جانب ام سے جمع ہیں۔ جانب آب کے پہلے دو وارث باقی تمام وارثوں سے قریب ہیں اس لئے قاعدہ نمبر ۱ کے مطابق پہلے دو کے علاوہ باقی تمام وارث محروم ہوں گے (مزید دیکھئے قاعدہ نمبر ۴)۔ پہلے دو وارثوں میں میراث قاعدہ نمبر ۵ کے مطابق تقسیم کر دی گئی۔

مثال (۳):

مص ۳

مسئلہ ۳ | ۹

آب (غ) آب (غ) آب (ع) آب (ع)

۱/۳

عصبہ

۱

۲

۳

۶



اُخ اُخت اُخ اُخت

۱ ۲ ۲ ۳

وضاحت: اگر اصول جانب ام اور جانب اب جمع ہو جائیں تو پہلے جانب ام کو ثلث اور جانب اب کو بطور عصبہ ثلثان دے کر ہر دو کو جدا جدا طائفہ کر دیا جائے پھر مثل صنف اول عمل کیا جائے۔

مذکورہ مثال میں اب اور ام کے الگ الگ طائفے بنا دیئے اب کے طائفہ کو '۲' اور ام کے طائفے کو '۱' دیا پھر دونوں طائفوں میں نیچے اُخ اور اُخت ہیں اُخ کے '۲' حصے ہوتے ہیں اور اُخت کا ایک، باقی مسئلہ حل کرنے کا طریقہ صنف اول کی طرح ہے۔

مثال (۴):

مع ۳

مسئلہ ۳ | ۹

اُب اُب (بی) اُب (بی) اُم (بی) اُم (بی) اُم (بی) اُم (بی)

۱/۳

عصبہ

۱

۲

۳

۶

اُخت اُخت اُخ اُخت اُخت اُخ

۱

۱

۲

۱

۱

۱

۶

وضاحت: اس مثال میں سات افراد ہیں، تین باپ کی طرف کے اور چار ماں کی طرف کے۔ سب ایک ہی درجے کے ہیں اس لئے کہ میت اور ان کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔ باپ کی طرف میں یعنی پھوپھی، علاقائی پھوپھی اور اخیانی چچا ہیں، جبکہ ماں کی طرف میں علاقائی خالہ، علاقائی ماموں اور اخیانی خالہ و ماموں ہیں۔ باپ کے طائفے والے یعنی، ماں کی طرف کے علاقائی کو محروم نہیں کر سکتے البتہ باپ کی اپنی جہت میں بیٹی پھوپھی کی وجہ سے علاقائی پھوپھی اور اخیانی چچا محروم ہو جائیں گے اسی طرح ماں کی جہت میں علاقائی خالہ و ماموں کی وجہ سے اخیانی خالہ و ماموں محروم ہو جائیں گے۔ باقی مسئلہ مثال ۳ کی مانند ہے۔

مثال (۵):

مسئلہ ۳

آب (ع) آب (یا) آب (ع) آب (ع) آب (ع) آب (ع) آب (ع)

اُخ اُخت اُخت اُخ اُخت اُخت

بنت لابن بنت لابن بنت لابن بنت

۲ م م ا م م م

وضاحت: اس مثال میں بھی ماں باپ دونوں طرف کے وارث ہیں۔ باپ کی طرف میں پہلے دو وارث یعنی چچا کی بیٹی اور علاقائی چچا کا بیٹا ہیں، دونوں ولد عصبہ

ہیں اس لئے قاعدہ نمبر ۳ کی وجہ سے اخیانی پھوپھی کی بیٹی محروم ہوگی پھر قاعدہ نمبر ۲ کی وجہ سے علاقائی چچا کا بیٹا بھی محروم ہو جائے گا۔ ماں کی جہت میں پہلا وارث یعنی ماموں کا بیٹا ہے قاعدہ نمبر ۲ کی وجہ سے ماں کی جہت کے باقی سب وارث محروم ہوں گے۔ اب دو وارث بچے باپ کی جہت والے کو "۲" اور ماں کی جہت والے کو "۱" ملے گا۔

مثال (۶):

مسئلہ ۳ | ۱۸ | ۵۴ | مص ۶ مص ۳

اب (خ) اب (خ) اب (خ) ام (ع) ام (ع) ام (ع)

۱/۳

عصبہ

۱

۲

۶

۱۲

اُخ <sup>⑥</sup> اُخ <sup>⑥</sup> اُخت اُخ اُخت اُخت

۲

۴

۴

۸

۶

۱۲

۱۲

۲۴

ابن بنت رابن بنت رابن بنت

۲

۴

۴

۸

۴

۸

۸

۱۶

وضاحت: حسب سابق پہلے اب اور ام کے جدا جدا طائفے بنا دیئے۔ اب

کے طائفے کو ”۲“ اور ماں کے طائفے کو ”۱“ دیا اب کے طائفے میں حصہ لینے والے دو آخ اور دو آخت ہیں جن کے رؤس ”۶“ ہوئے جسے ہم نے گول دائرے میں ظاہر کیا ہے اسی طرح ام کے طائفے میں ہے تصحیح کے اصول کے مطابق تصحیح کی پھر آخ اور آخت کے الگ الگ طائفے بنا دیئے باقی ترتیب صنف اول کی طرح ہے۔

ذوی الارحام میں کون سے ورثاء داخل ہیں اور کون سے ورثاء کن صورتوں میں محبوب ہوتے ہیں ان کا تفصیلی بیان مندرجہ ذیل نقشہ میں موجود ہے۔  
نقشہ آسانی کی خاطر دیا گیا ہے۔ اس کی موجودگی میں مذکورہ قواعد کا یاد رکھنا ضروری نہیں لیکن طلباء کو چاہئے کہ وہ نقشے پر اعتماد نہ کریں اور قواعد کو خوب ذہن نشین کر لیں۔ نقشہ دیکھنے کا طریقہ نقشے کے بعد ذکر کیا جائے گا۔

## نقشہ متعلق ذوی الارحام

جماعت نمبر	میت سے رشتہ	جن کو محروم کرتے ہیں
	<b>الصف الاول</b>	
۱	ابن البنت بنت البنت	۲ تا آخر
۲	ابن بنت الابن بنت بنت الابن	۳ تا آخر
۳	ابن ابن البنت بنت ابن البنت ابن بنت البنت بنت بنت البنت	۴ تا آخر
۴	ابن بنت ابن الابن بنت بنت ابن الابن	۵ تا آخر
۵	ابن ابن بنت الابن بنت ابن بنت الابن ابن بنت بنت الابن بنت بنت بنت الابن ابن ابن ابن البنت بنت ابن ابن البنت ابن بنت ابن البنت بنت بنت ابن البنت	۶ تا آخر

	ابن ابن بنت البنت بنت ابن بنت البنت ابن بنت بنت البنت بنت بنت بنت البنت	
	<b>الصف الثانی</b>	
۷ تا آخر	اب الام	۶
۸ تا آخر	اب ام الاب اب اب الام ام اب الام اب ام الام	۷
۹ تا آخر	اب ام اب الاب اب اب ام الاب ام اب ام الاب اب ام ام الاب اب اب اب الام ام اب اب الام اب ام اب الام ام اب ام الام اب اب ام الام ام اب ام الام اب ام ام الام	۸

	الصف الثالث	
۱۵، ۱۳، ۱۲ تا آخر	بنت الاخ	۱۰
۱۵ تا آخر	ابن الاخت بنت الاخت	۱۱
۱۵ تا آخر	بنت الاخ العلی	۱۲
۱۵ تا آخر	ابن الاخت العلیہ بنت الاخت العلیہ	۱۳
۱۵ تا آخر	ابن الاخ الخیفی بنت الاخ الخیفی ابن الاخت الخیفیہ بنت الاخت الخیفیہ	۱۴
۱۶ تا آخر	بنت ابن الاخ	۱۵
۱۷ تا آخر	بنت ابن الاخ العلی	۱۶
۲۰، ۱۹ اور ۲۲ تا آخر	ابن بنت الاخ بنت بنت الاخ	۱۷
۲۲ تا آخر	ابن ابن الاخت بنت ابن الاخت ابن بنت الاخت بنت بنت الاخت	۱۸

۲۲ تا آخر	ابن بنت الاخ العلی بنت بنت الاخ العلی	۱۹
۲۲ تا آخر	ابن ابن الاخت العلیہ بنت ابن الاخت العلیہ ابن بنت الاخت العلیہ بنت بنت الاخت العلیہ	۲۰
۲۲ تا آخر	ابن ابن الاخ الخیفی بنت ابن الاخ الخیفی ابن بنت الاخ الخیفی بنت بنت الاخ الخیفی ابن ابن الاخت الخیفیہ بنت ابن الاخت الخیفیہ ابن بنت الاخت الخیفیہ بنت بنت اخت الخیفیہ	۲۱
	<b>الصنف الرابع</b>	
۲۳، ۲۴ اور ۲۸ تا آخر	اخذت الاب	۲۲
۲۳ اور ۲۸ تا آخر	اخذت الاب العلیہ	۲۳
۲۸ تا آخر	اخ الاب الخیفی اخذت الاب الخیفیہ	۲۴



۲۵	اخ الام اخت الام	۲۶ تا آخر
۲۶	اخ الام العلی اخت الام العلیة	۲۷ تا آخر
۲۷	اخ الام الخیفی اخت الام الخیفیة	۲۸ تا آخر
۲۸	بنت اخ الاب	۲۹ تا ۳۳
۲۹	بنت اخ الاب العلی	۳۰ تا ۳۲
۳۰	ابن اخت الاب بنت اخت الاب	۳۱ ، ۳۲
۳۱	ابن اخت الاب العلیة بنت اخت الاب العلیة	۳۲
۳۲	ابن اخ الاب الخیفی بنت اخ الاب الخیفی ابن اخت الاب الخیفیة بنت اخت الاب الخیفیة	سکن کو محبوب نہیں کرت
۳۳	ابن اخ الام بنت اخ الام ابن اخت الام بنت اخت الام	۳۴ ، ۳۵

۳۴	ابن اخ الام العلی بنت اخ الام العلی ابن اخت الام العلی بنت اخت الام العلی	۳۵
-	ابن اخ الام الخیفی بنت اخ الام الخیفی ابن اخت الام الخیفی بنت اخت الام الخیفی	۳۵

نقشہ دیکھنے کا طریقہ: پہلے سوال میں مذکور ورثاء کی اسناف معلوم کریں پھر ان کا جماعت نمبر معلوم کریں اس کے بعد یہ دیکھیں کہ کونسا وارث کس کو محروم کرتا ہے ان کے نام کے ساتھ ”م“ لگا دیں، اب جو وارث باقی بچیں ان میں میراث تقسیم کریں مسئلہ حل کرنے کا طریقہ ماقبل میں بتایا جا چکا ہے۔

نوٹ: ہم نے نقشے میں علاقہ کے کیلئے ”العلی“ اور ”العلیہ“ اور اخیا فی کے لئے ”الخیفی“ اور ”الخیفیہ“ لکھا ہے۔

## مشق نمبر ۱

## ذوی الارحام کے سوالات

(۱) ابن البنت ، بنت البنت ، ابن بنت الابن ، بنت بنت البنت ، اب الام ، اب ام الاب

(۲) ابن بنت الابن ، بنت بنت الابن ، ابن ابن البنت ، اب ام الام ، بنت الاخ العینی ، بنت الاخ الخیفی

(۳) ابن ابن البنت ، بنت ابن البنت ، ابن بنت البنت ، بنت بنت البنت ، ابن الاخت العینیہ -

(۴) زوجة ، اب الام ، اب ام الاب -

(۵) زوج ، ابن البنت ، بنت البنت -

(۶) اب ام الاب ، اب اب الام ، ام اب الام ، اب ام الام -

(۷) بنت الاخ العینی ، ابن الاخت العینیہ ، بنت الاخت العینیہ ، بنت الاخ العینی ، اب الاخ العلی ، ابن الاخ الخیفی ، بنت الاخ الخیفی ، ابن الاخت الخیفیہ ، بنت الاخت الخیفیہ ، بنت ابن الاخ العینی -

(۸) ابن الاخت العینیہ ، بنت الاخت العینیہ ، بنت الاخ العلی ، ابن الاخت العلیہ ، بنت الاخت العلیہ ، ابن الاخ الخیفی ، بنت الاخ الخیفی ، ابن الاخت الخیفیہ ، بنت الاخت الخیفیہ -

(۹) ابن الاخت العینیہ ، بنت الاخ العلی ، ابن الاخت العلیہ ، بنت

الاخت العلیہ، ابن الاخ الخیفی، بنت الاخ الخیفی۔

(۱۰) ابن الاخت العینیہ، بنت الاخت العینیہ، ابن الاخت العلیہ، ابن الاخت الخیفیہ۔

(۱۱) ابن الاخت العینیہ، ابن الاخت العینیہ، بنت الاخت العینیہ، بنت الاخت العینیہ، ابن الاخ الخیفی، بنت الاخ الخیفی۔

(۱۲) بنت الاخ العلی، بنت الاخ العلی، ابن الاخت العلیہ، ابن الاخت العلیہ، ابن الاخ الخیفی، ابن الاخ الخیفی۔

(۱۳) بنت ابن الاخ العینی، بنت ابن الاخ العلی، ابن بنت الاخ العینی، ابن بنت الاخت العینیہ، ابن ابن الاخ الخیفی، ابن بنت الاخ الخیفی۔

(۱۴) بنت ابن الاخ العلی، بنت بنت الاخ عینی، ابن بنت الاخ العینی، ابن ابن الاخت العینی، ابن ابن الاخ الخیفی، ابن ابن الاخ الخیفی۔

(۱۵) ابن بنت الاخ العینی، ابن ابن الاخت العینیہ، بنت بنت الاخت العینیہ، بنت بنت الاخت الخیفی، ابن بنت الاخ العلی، ابن ابن الاخت العلی۔

(۱۶) ابن ابن الاخت العینیہ، بنت ابن الاخت العینیہ، ابن بنت الاخ العلی، بنت بنت الاخ العلی، بنت بنت الاخ العلی، بنت بنت الاخ الخیفی۔

(۱۷) اخ الاب الخیفی، اخت الاب الخیفیہ، اخ الام الخیفی، اخت الام الخیفیہ۔

(۱۸) اخت الاب العینی، اخ الام الخیفی۔

## خنثی کا بیان

**لعوی تعریف:** لغت میں خنثی الخنث سے ماخوذ ہے جس کے معنی چلک اور نرمی کے ہیں اور خنثی اس مرد کو کہتے ہیں جس کے اعضاء میں چلک ہو۔

**اصلاحی تعریف:** اگر کسی شخص میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں موجود ہوں یا کوئی بھی علامت نہ ہو نہ مرد کی نہ عورت کی تو اسے خنثی کہتے ہیں۔

جہاں تک ہو سکے خنثی کو مرد یا عورت قرار دیتے ہیں اور اسی کے مطابق میراث کے تمام احکام لگاتے ہیں، مثلاً دیکھتے ہیں کہ کس جانب کا غلبہ ہے، اگر صحبت کر سکتا ہے یا مرد کی پیشاب گاہ سے پیشاب کرتا ہے یا اس سے کسی عورت کو حمل نکل جائے یا اس کی ڈاڑھی نکل آئے تو اس کو مرد سمجھا جائے گا اگر علامات عورت کی اس میں زیادہ ہوں مثلاً وہ خود حاملہ ہوگئی یا پستان ظاہر ہو گئے یا حیض آنے لگے یا عورت کی پیشاب گاہ سے پیشاب کرتی ہو عورت سمجھی جائے گی۔ اگر دونوں مقاموں سے پیشاب کرتا ہو تو جس مقام سے پہلے پیشاب نکلے اس کا اعتبار ہوگا۔ لیکن جب دونوں حالتیں برابر ہوں اور حالت ایسی مشتبہ ہو جائے کہ کسی وجہ سے کسی طرح بھی مرد یا عورت ہونے کو ترجیح نہ دے سکیں تو اس کو خنثی مشکل کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میراث میں اس کا حکم اسوۃ الحالین یعنی مرد یا عورت فرض کرنے سے جس تقدیر پر محروم رہے یا حصہ کم ملے اسی تقدیر کا اعتبار ہوگا۔

خنثی کے سوالات حل کرنے کا طریقہ: خنثی کو پہلے مرد فرض کر کے مسئلہ حل کیا جائے پھر عورت جس صورت میں محروم ہو رہا ہو یا حصہ کم مل رہا ہو اسی صورت کا اعتبار ہوگا۔

مثال: بیوی، بھتیجا اور دوسرا بھتیجا (خنثی)

مسئلہ ۸۱۔ حصہ ۲ (مرد فرض کرنے کی صورت میں)

بیوی	بھتیجا	بھتیجا (خنثی)
۱/۴	عصبہ	عصبہ
۲	۳	۳

مسئلہ ۸۲ (عورت فرض کرنے کی صورت میں)

بیوی	بھتیجا	بھتیجا (خنثی)
۱/۴	عصبہ	م

مندرجہ بالا مثال میں دوسری صورت کا اعتبار ہوگا کیونکہ خنثی کو عورت فرض کرنے کی صورت میں یہ بھتیجی بنتی ہے اور بھتیجی ذوی الارحام میں آتی ہے لہذا بھتیجے کی موجودگی میں محروم ہوگی۔

خنثی کے سوالات مشکل نہیں اس لئے اس کی مشق نہیں دی جاتی آپ خود سوالات بنا کر حل کریں۔

## حمل کا بیان

کسی شخص کی میراث پانے کے لئے وارث کا مورث کی موت کے وقت زندہ ہونا ضروری ہے اور جب تک حمل ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ زندہ پیدا ہوگا یا مردہ، لڑکی ہوگی یا لڑکا، ایک ہوگا یا جڑواں اس لئے پیدائش سے پہلے قطعی طور پر کوئی حکم لگانا ممکن نہیں اس لئے اگر میت کے مال میں حمل کے وارث بننے کا امکان ہو تو ترکہ کی تقسیم میں بہتر تو یہ ہے کہ حمل کی پیدائش کا انتظار کیا جائے تاکہ اس کا وارث یا غیر وارث اور مرد یا عورت ایک یا زیادہ ہونا ظاہر ہو جائے۔ حمل کے وارث بننے کے لئے چند شرائط ہیں۔

حمل کے وارث ہونے کی شرائط:

- (۱) اگر حمل مورث (میت) کا ہے یعنی اس کی بیوی حاملہ ہے اور عدت وفات میں ہے اور ابھی تک اس نے عدت گزرنے کا اقرار نہ کیا ہو اور حمل مورث کی موت سے دو برس کے اندر اندر پیدا ہو تو حمل وارث ہوگا۔
- (۲) اگر حمل مورث کا ہو اور مورث نے اپنی بیوی کو طلاق بائندہ دی ہو اور حمل طلاق کے دن سے دو برس کے اندر اندر پیدا ہو اور ابھی تک بیوی نے عدت طلاق گزرنے کا اقرار نہ کیا ہو تو حمل وارث ہوگا۔

(۳) اگر حمل مورث کا ہو اور مورث نے بیوی کو طلاق رجعی دی ہو تو حمل اگر

مورث کی موت سے دو برس کے اندر اندر پیدا ہو جائے تو وارث ہوگا چاہے طلاق کے دن سے مدت دو برس سے زیادہ ہو جائے بشرطیکہ بیوی نے عدت گزرنے کا اقرار نہ کیا ہو۔

(۴) اگر عورت نے عدت (وفات یا طلاق) گزرنے کا اقرار کر لیا ہو تو اقرار سے چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو تو وارث ہوگا بشرطیکہ حمل کی پیدائش مورث کی موت یا طلاق بائنہ کے دو سال کے اندر ہو۔

(۵) اگر حمل غیر مورث کا ہو مثلاً میت کی والدہ کا ہو اور وہ عدت میں نہیں تو حمل مورث کی موت سے چھ ماہ کے اندر پیدا ہو تو وارث ہوگا، البتہ اگر مورث کی موت کے وقت حمل کا ظہور عام طور پر معلوم ہو یا اس پر گواہ موجود ہوں تو یہ حمل وارث ہوگا، اگرچہ مورث کی موت سے چھ ماہ کے بعد پیدا ہو۔

### مسئلہ نکالنے کا طریقہ:

اگر ورثاء انتظار نہ کریں اور حمل کی پیدائش سے پہلے ہی تقسیم کرنا چاہیں تو فقہاء نے اس کے لئے چند احکام مرتب کئے ہیں جن کو ہم ترتیب وار بیان کرتے ہیں۔

(۱) حمل کے لئے دو مسئلے الگ الگ نکالیں ایک میں حمل کو مرد اور دوسرے میں عورت فرض کریں۔

(۲) دونوں مسئلوں کے مختلف مخارج کو ایک کریں اسے متحد المخرج کرنا کہتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں کے مخارج کا ذواضعاف اقل نکالیں یہی مخرج



اب دونوں مسئلوں کا ہوگا اب حاصل ذواضعاف اقل کو پہلے ایک مسئلے کے مخرج سے تقسیم کریں جو حاصل ہو وہ اسی مسئلہ کا مضروب ہوگا (یعنی اس مضروب کو مسئلہ / عول / رد یا تصحیح میں ضرب دیں اور ساتھ میں تمام ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیں)۔ یہی عمل اب دوسرے مسئلے کے ساتھ کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ اب دونوں مسئلوں کا مخرج ایک ہو گیا ہے۔ متحد مخرج کو علامت ”م“ کے ساتھ لکھ لیں۔ (مخرج جب دو سے زیادہ ہوں تب بھی مخرج متحد کرنے کا طریقہ یہی ہے جیسا کہ متناسخہ جدید میں ہے)

(۳) دونوں مسئلوں میں حمل کے علاوہ وارثوں کو جس صورت میں کم حصہ مل رہا ہے وہ ان کو دے دیں اور باقی محفوظ کر لیں (یعنی امانت رکھ دیں)

(۴) حمل پیدا ہونے کے بعد مرد یا عورت ہونے کی صورت میں حمل کا جو حصہ ہو وہ محفوظ حصوں میں سے دیا جائے، اگر کل محفوظ حصے صرف حمل کے ہوں تو مزید کسی کو دینے کی ضرورت نہیں ورنہ جن وارثوں کو حصہ ان کے حق سے کم ملا ہو وہ پورا کر دیا جائے۔

(۵) چونکہ حمل سے ایک سے زیادہ بچے پیدا ہونے کا امکان ہے جس کی وجہ سے ہو سکتا ہے وارثوں کو حق سے زیادہ مل جائے اس لئے بہتر ہے کہ وارثوں سے ضامن لے لیا جائے۔

**مثال:** زید نے اپنے پیچھے بیوی (حاملہ)، ماں، باپ، بیٹی سوگ وار چھوڑے وارثوں کا حصہ معلوم کریں۔

حمل لڑکا فرض کرنے کی صورت میں

مصل ۳ مصل ۳

مسئلہ ۲۴ | ۷۲ | مخ ۲۱۶

بیوی	ماں	باپ	بیٹی	حمل
۱/۸	۱/۶	۱/۶	ع	ع
۳	۴	۴	۱۳	
۹	۱۲	۱۲	۱۳	۲۶
۲۷	۳۶	۳۶	۳۹	۷۸

حمل لڑکی فرض کرنے کی صورت میں

مسئلہ ۲۴ | ۷۲ | مخ ۲۱۶

مصل ۸

بیوی	ماں	باپ	بیٹی	حمل
۱/۸	۱/۶	۱/۶ + عصبہ	۲/۳	
۳	۴	۴	۱۶	
۳	۴	۴	۸	۸
۲۴	۳۲	۳۲	۶۴	۶۴

ورثاء					کیفیت
بیوی	ماں	باپ	بیٹی	حمل	
۲۷	۳۶	۳۶	۳۹	۷۸	حمل (لڑکا)
۲۴	۳۲	۳۲	۶۴	۶۴	حمل (لڑکی)
۲۴	۳۲	۳۲	۳۹		کم حصے (جو ادا کئے گئے)
۱۲۷					کل ادا کئے گئے حصے
۲۱۶ - ۱۲۷ = ۸۹					کل محفوظ حصے
۳	۴	۴	۲۵		ورثاء کے حق میں محفوظ حصے
۳	۴	۴	-	۷۸	لڑکا پیدا ہونے کی صورت میں محفوظ حصوں کی ادائیگی
-	-	-	۲۵	۶۴	لڑکی پیدا ہونے کی صورت میں محفوظ حصوں کی ادائیگی

وضاحت: (۱) پہلے حمل کے دو مسئلے الگ الگ نکالے ایک میں حمل کو مرد دوسرے میں عورت فرض کیا۔

(۲) دونوں مسئلوں کے دو مخرج حاصل ہوئے ”۷۲“ اور ”۲۷“ دونوں کا ذواضعاف اقل نکالا ”۲۱۶“ حاصل ہوا، یہی دونوں مسئلوں کا متحد مخرج ہے، پھر

”۲۱۶“ کو پہلے مخرج ”۷۲“ سے تقسیم کیا ”۳“ آیا یہ پہلے مسئلے کا مضروب ہے پھر ”۲۱۶“ دوسرے مخرج ”۷۲“ سے تقسیم کیا ”۸“ آیا یہ دوسرے مسئلے کا مضروب ہے۔ ہر مسئلے کے مضروب کو اس کے تمام ورثاء کے حصوں میں ضرب دیا، ضرب کے بعد ہر مسئلے کے ورثاء کے حصص کا مجموعہ ”۲۱۶“ ہو گیا۔

نوٹ ۱: حمل کے کسی مسئلے میں یا دونوں میں تصحیح کی ضرورت ہو تو اختیار ہے کہ متحدہ مخرج تصحیح سے پہلے بنائیں یا بعد میں۔ مثال مذکور میں پہلے مسئلے میں متحدہ مخرج تصحیح کے بعد بنایا گیا ہے اگر تصحیح سے پہلے بنائیں گے تو مضروب ”۹“ آئے گا جیسے سراجی میں ہے۔ فافہم

نوٹ ۲: حمل کو مرد و عورت فرض کرنے کی صورت میں اس کے پانچ حالات حاصل ہوتے ہیں۔

- (۱) دونوں صورتوں میں وارث ہو جیسا کہ مثال مذکور سے ظاہر ہے۔
- (۲) صرف ایک صورت میں وارث ہو۔
- (۳) دونوں صورتوں میں وارث نہ ہو۔
- (۴) دونوں صورتوں میں وارث تو ہو لیکن ہر صورت میں حصہ ایک ہی ہو۔
- (۵) کوئی اور وارث ہی نہ ہو یا موجود تو ہو لیکن حمل کی وجہ سے محجوب ہوتا ہو۔

### سوالات

- (۱) بیوی ، پوتی ، حمل (بیٹے کی بیوی کا) ، چچا
- (۲) شوہر ، ماں ، حمل (ماں کا) ، دواخیانی بہنیں
- (۳) بیوی ، دو بیٹی بہنیں ، حمل (بھائی کی بیوی کا)
- (۴) شوہر ، نانی ، حمل (چچا کی بیوی کا) ، اخیانی بہن

## مفقود کا بیان

**لغوی تعریف:** لغت میں مفقود گم اور ضائع ہونے کے معنی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے ﴿قَالُوا نَفَقْدُ صَوَاعِ الْمَلِكِ﴾

**اصطلاحی تعریف:** جو شخص لاپتہ اور گم ہو جائے اور معلوم نہ ہو کہ کہاں ہے زندہ

ہے یا مر گیا اس کو مفقود کہتے ہیں۔

اگر کوئی شخص غائب ہو لیکن اس کے زندہ یا مردہ ہونے کے بارے میں معلوم ہو جائے تو مفقود نہیں۔

**مفقود لگنے کا حکم:** غائب شخص کے زندہ یا مردہ ہونے کا حال معلوم نہ ہو سکے تو کس وقت اسے مفقود شمار کیا جائے گا؟ شرعاً اس کی میعاد مقرر نہیں، بلکہ اس کا مدار غائب شخص کی وابستگی کی امید کے منقطع ہونے پر ہے کہ اب نہیں آئے گا، اور امید کے منقطع ہونے میں ہر شخص کا حال مختلف ہے مثلاً تین یا چار سال کا بچہ اگر گم ہو جائے اور چار پانچ دن تک پتہ نہ ملے تو امید منقطع ہو جائی گی اور اسی وقت سے مفقود ہوگا۔

**مفقود کے مال کا حکم:** مفقود کچھ مال چھوڑ جائے اس کو تقسیم نہ کیا جائے، اور نہ اس میں سے قرض ادا کئے جائیں بلکہ امانت رکھا جائے اور مفقود کے آنے کا انتظار کیا جائے، اگر آجائے تو اپنے مال پر قابض ہو جائے گا ورنہ جب مفقود کی عمر

اس کی پیدائش سے نوے (۹۰) برس کی ہو جائے تو شریعہ اس کے مرنے کا حکم دیا جائے گا۔

جو وارث موت کا حکم لگانے کے وقت زندہ موجود ہیں وہ میراث پائیں گے اور جو اس سے پہلے مر گئے وہ محروم ہوں گے۔

غیر کے مال میں مفقود کا حکم: اگر مفقود ہونے کے بعد ایسے شخص کا انتقال ہو جس کے مال سے اس مفقود کو اگر زندہ ہوتا تو حصہ ملتا تو اب چونکہ مفقود کے زندہ ہونے کا احتمال ہے اس لئے اس کا حصہ نکال کر امانت رکھا جائے اور اس کی واپسی کا انتظار کیا جائے، اگر آجائے تو بہتر ہے اپنا حصہ پائے گا اور اگر واپس نہ آیا تو جس روز اس کی عمر پیدائش سے نوے سال ہو جائے اور حسب سابق اس کی موت کا حکم دے دیا جائے اسی روز وہ حصہ جو مفقود کے لئے امانت رکھا تھا واپس کر دیا جائے۔ اور جس میت کے مال سے یہ حصہ نکال کر امانت رکھا گیا تھا اسی کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

نوٹ: تقسیم میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ یہ حصہ مفقود کی موت کے حکم لگانے کے وقت میت (مورث) کے موجودہ وارثوں کو نہیں دیا جائے گا بلکہ مورث کے انتقال کے وقت جو زندہ تھے ان کو لوٹایا جائے گا (اور اگر ان میں بھی کوئی انتقال کر چکا ہو تو اس کے مستحق وارثوں کو دے دیا جائے گا) اور مفقود کے خود اپنے

وارثوں کا بھی اس حصہ میں کوئی حق نہیں، اس لئے کہ غیر کے مال میں جب سے مفقود ہو اس وقت سے مردہ متصور ہوگا مگر چونکہ غیر کے مال میں بھی مردہ ہونے کا حکم نوے برس کی عمر کے بعد ہی ظاہر ہوتا ہے اس لئے اس میت کے مال سے مفقود کا حصہ امانت رکھا جائے گا۔ یعنی نوے برس کی عمر کے بعد تو مردہ ہونے کا صرف حکم لگے گا اور مردہ مفقود ہونے کے وقت سے شمار کریں گے۔ فافہم۔

**مسئلہ نکالنے کا طریقہ:** مفقود کا مسئلہ بھی حمل کی طرح نکالا جائے گا۔ یعنی مفقود کو زندہ اور مردہ فرض کر کے دو مسئلے نکالیں جائیں، پھر دونوں مسئلوں کا مخرج متحد کر کے مفقود کے علاوہ باقی وارثوں کو کم تر حصہ دے دیں اور باقی مفقود کے لئے امانت رکھ دیں۔ اگر مفقود واپس آ گیا تو کل امانت کا مستحق ہوگا اور واپس نہ آیا تو جن ورثاء کو کم حصہ دیا گیا تھا اسے مکمل کر دیا جائے گا۔

**نوٹ:** باقی وارثوں کو کم تر حصہ اس وقت دیں گے جب کہ مفقود کی موجودگی میں وہ وارث محبوب نہ ہوتے ہوں جیسے مندرجہ ذیل مثال میں ہے۔ اور اگر مفقود کی موجودگی میں وہ محبوب ہوتے ہوں تو پھر ان کو فی الحال کچھ بھی نہ دیا جائے گا۔ جیسے یعنی بھائی، یعنی بہن اور بیٹا (مفقود) ہو اس صورت میں چونکہ بیٹا بھائی بہن کو مکمل محبوب کرتا ہے اس لئے کل ترکہ امانت رکھ دیا جائے گا۔

**مثال:** شوہر، علاقائی بہن (۲) علاقائی بھائی (مفقود)

مفقود کو زندہ فرض کرنے کی صورت میں

مسئلہ ۲ | ۸ | مخ ۵۶ | مص ۴ | مص ۷

شوہر | علاتی بہن (۲) | علاتی بھائی (مفقود)

۱/۲ | عصبہ بالغیر | عصبہ

۱ | ۱

۴ | ۲ | ۲

۲۸ | ۱۴ | ۱۴

مفقود کو مردہ فرض کرنے کی صورت میں

مسئلہ ۶ | ۷ | مخ ۵۶ | مص ۸

شوہر | علاتی بہن (۲) | علاتی بھائی (مفقود)

۱/۲ | ۲/۳ | ۴

۳ | ۴

۲۴ | ۳۲



ورثاء			کیفیت
علاقائی بھائی (مفتود)	مالیاتی بہن (۲)	شوہر	
۱۴	۱۴	۲۸	مفتود (زندہ)
-	۳۲	۲۴	مفتود (مردہ)
	۱۴	۲۴	کم حصے (جو ادا کئے گئے)
۳۸			کل ادا کئے گئے حصے
$۱۸ = ۳۸ - ۵۶$			کل محفوظ حصے
	۱۸	۴	ورثاء کے حق میں محفوظ حصے
۱۴	-	۴	مفتود کے زندہ ہونے کی صورت میں محفوظ حصوں کی ادائیگی
	۱۸	-	مفتود کے مردہ ہونے کی صورت میں محفوظ حصوں کی ادائیگی

### سوالات

- (۱) بیوی ، ماں ، بیٹی بھائی ، پوتا (مفتود)۔
- (۲) بیوی ، اخیانی بھائی ، بھتیجا (چچا کا بیٹا) ، نپوتی (مفتود)۔

## تخارج

**لغوی تعریف:** لغت میں تخارج آپس میں تقسیم کرنے کو کہتے ہیں۔

**اصطلاحی تعریف:** اگر کوئی وارث ترکہ میں سے کسی معین چیز پر صلح کرے مثلاً کہے کہ فلاں چیز یا اتنے روپے ترکہ سے مجھے دے دیں، یا مرنے والی عورت کا شوہر کہے کہ بیوی کا مہر جو میرے ذمہ ہے مجھ سے نہ لیں باقی ترکہ میں مجھے کوئی حق نہیں اسے تخارج کہتے ہیں۔

یہ صلح جائز ہے اور مطلق صلح کو بیع، اجارہ اور ابراء وغیرہ عقد میں جس عقد پر ممکن ہو حمل کر کے اس کے صحیح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اگر کسی عقد پر بھی محمول نہ ہو سکے تو صلح جائز نہ ہوگی۔

## ضروری اصطلاحات:

”مُصَالَح“ وہ وارث ہے جو باقی ترکہ چھوڑ کر کسی معین چیز پر صلح کرے۔

”مُصَالَح عَنْهُ“ جو ترکہ (مال) مُصَالَح چھوڑتا ہے۔

”بدل صلح“ وہ معین چیز جس پر مُصَالَح صلح کرے۔

تخارج چونکہ بیع پر محمول ہو سکتا ہے اس لئے اس کی چند صورتیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) اگر بدل صلح عرض (ساز و سامان) ہے یعنی نہ تو سونا چاندی ہے اور نہ

مکملی و موزونی چیز مثلاً مکان، زمین، کپڑے، برتن اور گاڑی وغیرہ، تو بہر صورت

صلح جائز ہے چاہے مصالح کے حصہ میراث میں سونا چاندی یا اور کچھ بھی ہو۔  
اس سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ اگر مورث کے انتقال کے بعد اس کا  
استعمالی ساز و سامان (مذکورہ تفصیل کے مطابق) ورثاء آپس میں اتفاق سے  
اندازے سے تقسیم کر لیں تو جائز ہے۔ اس میں قیمت کا تعین لازم نہیں کیونکہ ان  
اشیاء کی آپس میں بیع اندازے سے جائز ہے۔

(۲) اگر مصالح کے حصہ میراث (مُصالح عنہ) میں اور ساز و سامان کے ساتھ  
سونا یا چاندی بھی ہو اور بدل صلح میں صرف سونا یا چاندی دی جا رہی ہے تو وہ سونا یا  
چاندی حصہ میراث کے سونے یا چاندی سے زیادہ ہونی چاہئے تاکہ ربوانہ ہو۔  
مثلاً حصہ میراث میں دیگر سامان کے ساتھ سونا پانچ تولہ ہو تو بدل صلح میں  
پانچ سے زیادہ سونا دینا چاہئے کیونکہ پانچ تولہ تو پانچ تولے کے بدلے ہو جائے گا  
اور باقی سونا ساز و سامان کے بدلے ہو جائے گا اور ربوالا لازم نہ ہوگا۔

نوٹ: مسئلہ بالا کے ساتھ صلح کی مختلف صورتوں

(۱) سونے سے چاندی پر (۲) چاندی سے سونے پر (۳) سونے چاندی  
سے سونے چاندی پر (۴) سونے چاندی و عرض کی سونے چاندی پر صلح کرنے  
میں ترکہ کا حاضر ہونا اور مجلس صلح میں قبضہ کرنا بھی شرط ہے، البتہ ان چار صورتوں  
میں بدل صلح کا مصالح کے حصے (مُصالح عنہ) سے کم یا زیادہ ہونا جائز ہے۔

(۳) اسی طرح اگر بدل صلح منکلی یا موزونی چیزیں ہوں تو ربوا کی صورتیں ناجائز ہوں گی۔

### صلح کے بعد ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ

صلح کے بعد باقی ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مُصالح کو جملہ وارثوں میں داخل کر کے مسئلہ نکالیں پھر مُصالح کے حصہ کو کل مسئلہ سے تفریق کر دیں باقی مسئلہ کو یہ علامت — بنا کر اس کے اوپر لکھ دیں اور مصالح کے نام اور اس کے حصے پر لفظ صلح — کا احاطہ کر دیں۔

مثال: ایک عورت کا انتقال ہو گیا ورثاء میں شوہر، ماں اور چچا ہیں۔ شوہر نے مہر معاف کرنے کی صورت میں میراث سے علیحدہ ہونے پر صلح کر لی مسئلہ حل کریں۔

مسئلہ ۶ ب ۳

شوہر	ماں	چچا
۱/۲	۱/۳	عصبہ
۳	۲	۱
صلح ۳	۲	۱

وضاحت: مذکورہ مسئلہ کو پہلے ”۲“ سے حل کیا پھر صلح کے بعد شوہر کے ”۳“ حصے مسئلے سے نکال دیئے، باقی ”۳“ بچے، ”۲“ ماں کو ملیں گے اور ایک چچا کو۔

نوٹ: تخارج میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ پہلے جملہ ورثاء کو مسئلے میں شامل کیا جائے اگر ابتداء سے ہی مصالح کو مسئلے سے نکال دیا جائے تو جواب غلط آئے گا، جیسے مذکورہ مسئلے میں ہے کہ اگر شوہر کو ابتداء سے ہی مسئلہ سے معذور کر دیا جائے تو مسئلے میں صرف ماں اور چچا رہ جائیں گے ماں کو ثلث ملے گا اور چچا عصبہ ہوگا مسئلہ ”۳“ سے حل ہوگا، ماں کو ایک اور چچا کو ”۲“ ملیں گے جو سابقہ مسئلے کا عکس ہے اس لئے اس کا خوب خیال رکھا جائے۔

<https://darsenizamibod.wordpress.com/>

## ہبہ کے احکام

اگر کوئی وارث اپنا حصہ بلا عوض چھوڑ دے وہ تخریج نہیں، ہبہ یا ابراء ہے، جس کے مسائل تخریج سے مختلف ہیں۔ میراث میں وارث کا حق متعین ہوتا ہے اس لئے حق معاف کرنا یا چھوڑنا یا ساقط کرنا یا بری کرنا یا بخش دینا، کے الفاظ سے صرف قرض معاف ہوتا ہے کسی متعین چیز کی تملیک نہیں ہوتی، اس لئے اگر وارث نے مذکورہ الفاظ استعمال کئے تو وارث کا حق بدستور باقی رہے گا۔ متعین چیز کی تملیک کے لئے ہبہ، عطیہ، ہدیہ، یا دینا وغیرہ کے الفاظ موضوع ہیں، ہم ذیل میں ہبہ کے صرف وہ احکام ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق کسی طرح میراث سے ہے۔

مسئلہ: جو چیز مشترک ہو اور قابل تقسیم بھی ہو اس میں کوئی وارث اپنا حصہ کسی کو ہبہ کرنا چاہے (پا ہے چند شریکوں میں سے کسی شریک کو ہی ہبہ کرنا چاہے) تو ہبہ اس وقت تام ہوتا ہے جب وہ مشترک چیز تقسیم کر کے اپنا حصہ الگ کر لے اور وہ حصہ مستحب لہ کے قبضہ میں دے دے۔

مسئلہ: اگر الگ کئے بغیر ہبہ کر دیا اور بعد میں واہب کی اجازت سے الگ کر لیا گیا تو ہبہ درست ہے اور واہب کی اجازت کے بغیر درست نہیں، لہذا اگر واہب الگ کرنے سے پہلے مر جائے تو ہبہ تام نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر الگ کرنے سے پہلے زندگی میں ہی واہب رجوع کر لے تو جائز

ہے، کیونکہ ہبہ تام نہ ہونے کی وجہ سے موصوبہ کی ملکیت میں مال داخل نہیں ہوا تھا، اگرچہ ہبہ کرنے والا ذی رحم محرم ہو۔

مسئلہ: جو چیز ناقابل تقسیم ہو (مثلاً گاڑی) اس میں کوئی وارث اپنا حصہ کسی کو ہبہ کرنا چاہے تو تقسیم کے بغیر درست ہے، جب واہب ہبہ کر کے قبضہ دے دے تو ہبہ تام ہو جائے گا اور قبضہ تخلیہ سے ہو جائے گا۔

مسئلہ: قابل تقسیم چیز مثلاً بڑا مکان اگر کئی ورثاء میں مشترک ہو اور وہ کسی ایک شخص کو ہبہ کرنا چاہیں تو جائز ہے۔ اور اگر کئی اشخاص کو دینا چاہیں تو جائز نہیں۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی قابل تقسیم چیز دو وارثوں میں مشترک ہو اور ایک اپنا حصہ دوسرے کو دینا چاہے تو تقسیم کے بغیر جائز ہے۔

مسئلہ: اگر ناقابل تقسیم چیز ہو تو دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی چند کا ایک کو دینا اور چند کا کئی کو دینا۔

مسئلہ: ہبہ شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتا۔

زندگی میں جائیداد تقسیم کرنے کے احکام

مسئلہ: زندگی میں اولاد کو کوئی چیز دی جائے وہ میراث نہیں ہوتی بلکہ ہبہ ہوتی ہے اس لئے مورث کے مرنے کے بعد باقی مال میں وہ وارث پورا شریک ہوگا۔

مسئلہ: زندگی میں اولاد کو کوئی چیز حصہ دی جائے تو برابری کرنا چاہئے، بلا وجہ ترجیح کسی کو زیادہ کسی کو کم دینا مکروہ ہے۔ اگر دوسروں کا اضرار مقصود ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔

عن نعمان بن بشیر ان اباه اتى به الى رسول الله ﷺ ، فقال انى نحلّت ابنى هذا غلاما ، فقال : اكُلْ وَلَدَكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ ؟ قال : لا ، قال : فَارْجِعْهُ ، وفى رواية انه قال : اَيْسُرُكَ ان يَكُونُوا اليك فى البر سواء ؟ قال : بلى قال : فلا اذا --- وفى رواية --- قال : اعطيت سائر ولدك مثل هذا ؟ قال : لا قال : فاتقوا الله واعدلوا بين اولادكم ، قال : فرجع فرد عطيته۔

(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۶۰-۲۶۱ تحت باب عطایا)

حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ (ایک دن) ان کے والد (حضرت بشیر) انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے (نعمان) کو ایک غلام عطا کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو اسی طرح ایک ایک غلام دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر (نعمان سے بھی) اس غلام کو واپس لے لو۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے (نعمان کے والد) سے فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہارے سب بیٹے تمہاری نظر میں نیکی



کے اعتبار سے یکساں ہوں (یعنی کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے سب بیٹے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں اور سب ہی تمہاری فرماں برداری اور تمہاری تعظیم کریں) انہوں نے کہا کہ ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس صورت میں صرف ایک بیٹے کو غلام نہ دو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کیا اسی طرح اپنے سب بیٹوں کو بھی ایک ایک غلام دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو، حضرت نعمان کہتے ہیں کہ میرے والد واپس آئے اور مجھے جو چیز دی تھی وہ واپس لے لی۔

مسئلہ: امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہدیہ میں لڑکا اور لڑکی میں بھی برابری ہونی چاہئے، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک للذکر مثل حظ الانثیین، تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی زندگی میں موت کے تصور سے پہلے کوئی چیز ہبہ کرے تو اولاد میں برابری کرے اور اگر قبیل الموت اولاد کو ترکہ کے جملہ ذریعوں سے بچانے کے لئے جائیداد ہبہ کرے تو اس صورت میں امام محمد کا قول راجح ہے۔ (فتاویٰ رحمیہ ج ۹ ص ۳۲۵)

مسئلہ: اولاد نہ ہونے کی صورت میں بھائی بہن کے ساتھ بھی ہبہ میں برابری کرنی چاہئے۔ (فتاویٰ رحمیہ ج ۹ ص ۳۲۵)

## باب مقاسمۃ الحجد

المقاسمة مفاعلة من القسمة یعنی جانبدار سے تقسیم چونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر دادا کی موجودگی میں بھائی بہنوں کو حصہ نہیں ملتا بلکہ وہ محجوب ہو جاتے ہیں اس لیے اس باب کا لقب صاحبین اور جوان کے موافق ہیں ان کے قول کے مطابق وقفہ سمہ رکھا گیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، اور حضرت عائشہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ بیٹی و علاقہ بھائی بہن دادا کے ساتھ وارث نہیں ہوتے جس طرح باپ کے ساتھ وارث نہیں ہوتے۔ یہی قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور تابعین میں سے حضرت شریک، عطاء، عروہ بن زبیر، عمر بن عبد العزیز، حسن البصری اور ابن سیرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اس قول کی موافقت کی ہے۔ گویا یہ ایک بڑی جماعت کا قول ہے۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ بیٹی و علاقہ بھائی بہن دادا کے ساتھ وراثت ہوتے ہیں۔ اسی قول کو صاحبین، امام شافعی، امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

## اختلاف علماء کا سبب

علماء کے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ دادا کو بعض احکام میں باپ کے ساتھ مشابہت ہے اور بعض احکام میں بھائیوں کے ساتھ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صریح روایت اس بارے میں نہیں۔

### دادا کو باپ کے ساتھ مشابہت

دادا کو بعض احکام میں باپ کے ساتھ مشابہت ہے مثلاً

(۱) اخیانی بھائی بہن کو محبوب کرنے میں دادا بالاتفاق باپ کی طرح ہے یعنی جس طرح باپ اخیانی کو محبوب کرتا ہے دادا بھی بالاتفاق محبوب کرتا ہے۔

(۲) صغیر اور صغیرہ کے اوپر جد کو باپ کی طرح ولایت اجبار حاصل ہے جس کی تفصیل کتاب النکاح میں ہے۔

(۳) جس طرح باپ کی موجودگی میں بھائیوں کو ولایت نکاح حاصل نہیں اس طرح دادا کی موجودگی میں بھی بھائیوں کو ولایت حاصل نہیں۔

(۴) جس طرح باپ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اس طرح جد کو بھی دینا جائز نہیں۔

### دادا کو بھائیوں کے ساتھ مشابہت

(۱) اگر صغیر کے صرف جد اور ام ہوں تو نفقہ ان میں میراث کے طور پر تقسیم ہوگا کہ جد کے اوپر دو ثلث اور ماں کے اوپر ایک ثلث اسی طرح اگر جد کے بجائے بھائی ہو تو بھی نفقہ اسی طرح تقسیم ہوگا کہ بھائی کے اوپر دو ثلث اور ماں کے اوپر

ایک ثلث آئے گا۔

(۲) اگر دادا معسر (تنگ دست) ہو تو پوتے کا نفقہ اس پر نہیں آتا اسی طرح چھوٹے بھائی کا نفقہ اخ معسر پر نہیں آتا۔

(۳) جس طرح پوتے کا صدقہ فطر دادا پر نہیں آتا اسی طرح چھوٹے بھائی کا صدقہ فطر بڑے بھائی پر نہیں آتا۔

(۴) جس طرح بڑے بھائی کے مسلمان ہونے کی وجہ سے چھوٹے بھائی کو مسلمان شمار نہیں کیا جاتا اسی طرح دادا کے مسلمان ہونے کی وجہ سے پوتے صغیر کو مسلمان شمار نہیں کیا جاتا۔

ان احکام کے تعارض کی وجہ سے صحابہ و تابعین وغیرہ میں دادا کے بارے میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ جبکہ بعض نے توقف کیا ہے اور جد کے بارے میں کوئی فیصلہ دینے کو پسند نہیں کیا۔ جس طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے توقف کیا ہے مسئلہ دھر، مسئلہ ختان اور مسئلہ اطفال المشرکین میں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دادا بھائی بہنوں کو محروم کرتا ہے اس لئے اس باب میں ساری تفصیل صاحبین کے مذہب پر ہوگی۔

صاحبین کے مذہب کی توضیح:

صاحبین کے مذہب کے مطابق دادا اگر بھائی بہنوں کے ساتھ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں اور دونوں کے مخصوص احکام ہیں۔

(۱) دادا کے ساتھ صرف بھائی بہن ہوں (صاحب فرض کوئی نہ ہو)

(۲) دادا کے ساتھ بھائی بہن کے علاوہ صاحب فرض بھی ہو۔

## پہلی صورت کا حکم

اگر دادا کے ساتھ صرف بہن بھائی ہوں اور زوجہ فرض کوئی نہ ہو تو دادا کو میراث میں تقاسمہ اور ثلث کل (کل مال کا تہائی) سے جو بہتر (زیادہ) ہو دیا جائے گا۔

## مقاسمہ کا مطلب

مقاسمہ کا مطلب یہ ہے کہ تقسیم میراث میں دادا کو بھائی فرض کر کے اس کا حصہ معلوم کرتے ہیں پس جہاں مقاسمہ میں جد کو کم حصہ ملے گا وہاں ثلث کل دیں گے۔

دادا کے لئے مقاسمہ کب بہتر ہے؟

پانچ صورتوں میں دادا کے لئے مقاسمہ ثلث کل سے بہتر ہے۔

(۱) دادا ، یعنی بہن

اس صورت میں دادا کو دو ثلث ملے گا جو ثلث کل سے بہتر ہے۔

(۲) دادا ، یعنی بہن (۲)

اس صورت میں دادا کو نصف ملے گا جو ثلث کل سے بہتر ہے۔

(۳) دادا ، یعنی بہن (۳)

اس صورت میں دادا کو دغمس (۲/۵) ملے گا جو ثلث کل سے بہتر ہے۔

(۴) دادا ، عینی بھائی

اس صورت میں دادا کو نصف ملے گا جو ثلث کل سے بہتر ہے۔

(۵) دادا ، عینی بھائی ، عینی بہن

اس صورت میں دادا کو دغمس (۲/۵) ملے گا جو ثلث کل سے بہتر ہے۔

مقاسمہ اور ثلث کل کب برابر ہوتے ہیں؟

تین صورتوں میں مقاسمہ اور ثلث کل برابر ہوتے ہیں

(۱) دادا ، عینی بھائی (۲)

(۲) دادا ، عینی بھائی ، عینی بہن (۲)

(۳) دادا ، عینی بہن (۳)

دادا کے لئے ثلث کل کب بہتر ہے؟

مذکورہ آٹھ صورتوں کے علاوہ ثلث کل دادا کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

مثلاً (۱) دادا ، عینی بھائی (۳) (۲) دادا ، عینی بہن (۵)

نوٹ : عینی بھائی بہن کی غیر موجودگی میں علاقائی بھائی بہن کی دادا کے ساتھ

وہی سابقہ ترتیب رہے گی۔

دوسری صورت کا حکم

اگر دادا کے ساتھ بھائی بہن کے علاوہ صاحب فرض بھی ہو تو دادا کو

مقاسمہ، ثلث باقی اور سدس کل میں سے جو بہتر ہو وہ دیا جائے گا۔ اور یہ شرط ہے کہ دادا کا حصہ سدس سے کسی طرح کم نہ ہو، یہاں تک کہ اگر ذوی الفروض کو دینے کے بعد صرف سدس ہی بچتا ہے تو دادا کو سدس دے دیں گے اور بھائی بہن باقی باقی ائمہ محروم ہوں گے۔

نوٹ: ثلث باقی کا مطلب یہ کہ ذوی الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد جو باقی بچ جائے اس کا ثلث دیا جائے۔

دوسری صورت کی مثالیں:

(۱) شوہر ، دادا ، عینی بھائی

(۲) دادا ، دادی ، عینی بھائی (۲) ، عینی بہن

(۳) دادا ، دادی ، بیٹی ، عینی بھائی (۲)

نوٹ: دونوں صورتوں کے احکام میں یہ معلوم کرنا کہ دادا کا حصہ کب بہتر ہے مشکل ہے کیونکہ مثلاً مقاسمہ، ثلث باقی اور سدس کل کے لئے جب مسئلہ الگ الگ بنائے جائیں تو مخارج مختلف آتے ہیں اور مختلف مخارج میں یہ معلوم کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے اس لئے اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سب مخارج کو متحد بنا دیں اور متحد بنانے کا طریقہ حمل میں ہم لکھ آئے ہیں۔

عینی و علاقائی دونوں جب دادا کے ساتھ ہوں

دادا کے ساتھ بھائی بہنوں کی سابقہ جو صورتیں گزریں وہ اس وقت ہیں

جب صرف عینی یا صرف علاقائی دادا کے ساتھ ہوں لیکن اگر عینی و علاقائی دونوں دادا کے ساتھ ہو جائیں تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ بات تو پہلے حصے میں بتائی جا چکی ہے کہ عینی بھائی کی موجودگی میں علاقائی بھائی بہن محبوب ہوتے ہیں لیکن متاثرہ میں علاقائی کو شروع میں محبوب نہیں مانیں گے بلکہ اس کو عینی شمار کر کے دادا کو اس کا حصہ دیں گے جب دادا کو اس کا حصہ دے دیا جائے تو پھر درمیان سے علاقائی کو نکال دیں گے (گویا دادا کا حصہ کم کرنے اور اسے میراث میں ضرر پہنچانے کے لئے علاقائی کو صرف شمار کیا جائے گا)۔ دادا کو دینے کے بعد باقی سارا مال عینی کا ہو جائے گا۔ جیسا کہ ماں کے ساتھ ایک عینی اور ایک علاقائی بھائی ہوں تو باوجود یہ کہ علاقائی عینی کی موجودگی میں محبوب ہوگا لیکن ماں کا حصہ ثلث سے سدس کر دے گا۔

مثال:

مسئلہ ۴

دادا	عینی بہن	علاقائی بہن
۲	۱	۱
۲	۲	۴

وضاحت: علاقائی بہن کو پہلے شمار کر کے ایک حصہ دے دیا پھر دادا کو ”۲“ دینے کے بعد علاقائی بہن کا حصہ عینی کو دے دیا۔ مذکورہ مسئلے میں ذوی الفرض کوئی نہیں اس لئے تقاسمہ اور ثلث کل میں جو بہتر ہو وہ دادا کے لئے ہوگا تقاسمہ میں دادا کو



”۳“ میں سے ”۲“ ملے جو نصف ہے اور ظاہر ہے نصف ثلث سے بہتر ہے۔

مثال ۲:

مسئلہ ۵ | ۱۰ | ۲۰ | حصہ ۲ | حصہ ۲

دادا	یعنی بہن	علاقائی بہن (۲)
۲	۱	۲
۲	۲ ۱/۲	۱/۲
۲	۵/۲	۱/۲
۳	۵	۱
۸	۱۰	۲

وضاحت:

مذکورہ مسئلے میں دو علاقائی بہنوں کو اول صرف شمار کر کے ”۲“ دیا جبکہ یعنی کو ایک اور داد کو ”۲“ دیا مسئلہ ”۵“ سے بنا پھر داد کو ”۲“ دینے کے بعد علاقائی کے ”۲“ حصے یعنی بہن کو دینے کا ارادہ کیا تو یعنی کے ”۳“ بن گئے جب کہ مسئلہ ”۵“ سے بنا ہے یعنی یعنی کو نصف سے زیادہ مل رہا ہے اور اصل یہ ہے کہ جب یعنی بہن دادا کے ساتھ عصبہ بنے تو اسے نصف سے زیادہ نہیں مل سکتا، اس لئے ہم نے نصف یعنی دھائی (۲ ۱/۲) یعنی کو دیے اور باقی دسواں حصہ علاقائی کو دے دیا مسئلے

میں دو کسر آئیں اس لئے جنس کسر یعنی ”۲“ سے مسئلے اور حصوں کو ضرب دیا تاکہ کسر دور ہو جائے بعد میں تصحیح کے اصول کے مطابق تصحیح کر لی۔

### مسئلہء اکدریہ

مسئلہ اکدریہ یہ ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہو گیا اس کے ورثاء میں شوہر، ماں دادا اور حقیقی بہن ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کا تقاضا یہ ہے کہ یعنی بہن ساقط ہو جائے کیونکہ نصف شوہر کو ملے گا اور ماں کو ثلث اب صرف سدس باقی بچا جو دادا کا حصہ ہے کیونکہ جب بھائی بہنوں کے ساتھ کوئی ذوی الفرض بھی ہو تو دادا کے لئے تقاسمہ، ثلث باقی، اور سدس سے جو بہتر ہو وہ ملتا ہے یہاں تو باقی ہی سدس مال ہے لہذا اگر بہن کو اس میں شریک کرتے ہیں تو دادا کا حصہ سدس سے کم ہو جائے گا اور یہ بات پہلے بتائی جا چکی ہے کہ دادا کو سدس سے کم نہیں ملتا اس لئے سدس کل متعین ہو گیا۔

لیکن اگر سدس پورا دادا کو دے دیا جائے تو بہن کو کچھ نہیں ملے گا حالانکہ جب بہن تنہا ہو تو وہ ذوی الفرض ہوتی ہے اور اس کے لئے نصف ہوتا ہے بھائی ساتھ ہو تو عصبہ ہوتی ہے اب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں یہ مسئلہ درپیش آیا کہ اگر دادا کو سدس کل دیتے ہیں تو بہن محروم ہوتی ہے

۱۔ جس طرح دادا کی جائے اس مسئلے میں کوئی اور ذوی الفرض ہو تو یعنی بہن کو نصف ہی ملتا، اور باقی ذوی الفروض کو دینے کے بعد علاقہ بہن کو ملتا۔

حالانکہ بہن ذوی الفرض ہے اور ان کے مذہب میں دادا بہن کو محروم نہیں کرتا تو بہن کے محروم کرنے کی کیا وجہ؟ اور اگر بہن کو دادا کے ساتھ شریک کیا جائے بطور مقاسمہ (یعنی شوہر اور ماں کو دینے کے بعد باقی ایک کے تین حصے کئے جائیں) تو اس صورت میں دادا کا حصہ سدس سے کم ہو جائے گا حالانکہ ان کے مذہب کے مطابق دادا کا کم از کم حصہ سدس ہے، تو اس مشکل کے حل کے لئے انہوں نے اپنے مذہب کے خلاف یہ کیا کہ دادا کو سدس دینے کے بعد بہن کو نصف دے دیا جب بہن کو نصف دیا تو ایک اور مشکل کھڑی ہو گئی کہ اس صورت میں بہن کا حصہ دادا سے بڑھ گیا حالانکہ دادا بہن سے قوی ہے اب کیا کیا جائے؟ تو اب انہوں نے سدس اور نصف ملا کر مقاسمہ کر لیا پھر مقاسمہ میں دادا کو بہن سے دو گنا دیا۔

مسئلہ اکر یہ کا حل:

مص ۳

۲۷۱

مسئلہ ۶ ع ۹

شوہر	ماں	دادا	یعنی بہن
۱/۲	۱/۳	۱/۶	۱/۲
۳	۲	۱	۳
			۴
۹	۶		۱۲

مسئلہ مذکورہ میں بہن کی بجائے بھائی ہو تو بھائی کو میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا کیونکہ بھائی عصبہ ہوتا ہے اور دادا کو سدس دینے کے بعد کچھ باقی نہیں بچا اس لئے بھائی کو کچھ نہیں ملے گا۔ اسی طرح بہنیں دو سے زیادہ ہوں تو اس صورت میں ماں کا حصہ (۱/۶) ہو جائے گا اور مسئلہ اکدریہ نہ رہے گا خلاصہ یہ کہ مذکورہ مسئلہ ورثاء میں کسی قسم کی تبدیلی سے مسئلہ اکدریہ نہ رہے گا۔

وجہ تسمیہ:

اس مسئلہ کو اکدریہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ قبیلہ بنی اکدر کی عورت کے انتقال پر پیش آیا تھا یا اس لئے کہ عربی زبان میں کدر کے معنی گدلا کرنے کے آتے ہیں اور اس مسئلہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر ان کا مذہب گدلا کر دیا کیونکہ اس میں انہوں نے قاعدے کے خلاف بہن کو حصہ دیا ہے۔

## جوابات مشق نمبر ۱

(۱) ابن البنت بنت البنت ابن بنت الابن

م

۱

۲

بنت بنت البنت اب الام اب ام الاب

م

م

م

(۲) ابن بنت الابن بنت بنت الابن ابن ابن البنت

م

۱

۲

اب ام الام بنت الاخ العینی بنت الاخ الخفی

م

م

م

(۳) ابن ابن البنت بنت ابن البنت ابن بنت البنت

۲

۲

۴

بنت بنت البنت ابن الاخت العینی

م

۱

(۴) زوجة اب الام اب ام الاب

م

۳

۱

(۵) زوج ابن البنت بنت البنت

۱

۲

۳

(۶) اب ام الاب      اب اب الام      ام اب الام      اب ام الام

۱۸      ۴      ۲      ۳

(۷) بنت الاخ العینی      ابن الاخت العینیة      بنت الاخت العینیة

۱۲      ۸      ۴

بنت الاخ العلی      ابن الاخ الخیفی      بنت الاخ الخیفی

۴      ۳      ۳

ابن الاخت الخیفیة      بنت الاخت الخیفیة      بنت ابن الاخ العینی

۳      ۳      ۴

(۸) ابن الاخت العینیة      بنت الاخت العینیة      بنت الاخ العلی

۱۶      ۸      ۴

ابن الاخت العلیة      بنت الاخت العلیة      ابن الاخ الخیفی

۴      ۴      ۳

بنت الاخ الخیفی      ابن الاخت الخیفیة      بنت الاخت الخیفیة

۳      ۳      ۳

(۹) ابن الاخت العینیة      بنت الاخ العلی      ابن الاخت العلیة

۱۸      ۳      ۲

بنت الاخت العلیة      ابن الاخ الخیفی      بنت الاخ الخیفی

۱      ۶      ۶

(۱۰) ابن الاخت العينية بنت الاخت العينية

۴

۸

ابن الاخت العلية ابن الاخت الخيفية

۳

۴

(۱۱) ابن الاخت العينية ابن الاخت العينية بنت الاخت العينية

۲

۴

۴

بنت الاخت العينية ابن الاخت الخيفي بنت الاخت الخيفي

۳

۳

۲

(۱۲) بنت الاخت العلية بنت الاخت العلية ابن الاخت العلية

۲

۴

۴

ابن الاخت العلية ابن الاخت الخيفي ابن الاخت الخيفي

۳

۳

۲

(۱۳) بنت ابن الاخت العيني بنت ابن الاخت العلي ابن بنت الاخت العيني

۴

۴

۱ (کل ميراث)

ابن بنت الاخت العينية ابن ابن الاخت الخيفي ابن بنت الاخت الخيفي

۴

۴

۴

(۱۴) بنت ابن الاخت العلي بنت بنت الاخت عيني ابن بنت الاخت العيني

۴

۴

۱ (کل ميراث)

ابن ابن الاخت العينية ابن ابن الاخت الخيفي

۴

۴

ابن ابن الاخت العينية

۱۰

بنت بنت الاخت الخيفي

۶

ابن ابن الاخت العلي

۲

بنت ابن الاخت العينية

۲۰

بنت بنت الاخ العلي

۴

ابن بنت الاخ الخيفي

۱۵

اخذت الاب الخيفية

۲

اخذت الام الخيفية

۱

اخ الام الخيفي

۱

(۱۵) ابن بنت الاخ العيني

۱۵

بنت بنت الاخت العينية

۵

ابن بنت الاخ العلي

۲

(۱۶) ابن ابن الاخت العينية

۴۰

ابن بنت الاخ العلي

۸

بنت بنت الاخت العلية

۳

(۱۷) اخ الاب الخيفي

۴

اخ الام الخيفي

۲

(۱۸) اخذت الاب العيني

۲



ترتیب نو کے ساتھ زبانِ بیان کے نئے اسلوب میں

# دری ہشتی زیور

(مردوں کے لئے)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب نو و ترتیب نو

مَوْلَانَا مُحَمَّدُ عِثْمَانُ نُوَوِي وَالْا

کلماتِ نبریک

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب

شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

ناشر

بیتِ العلم ٹرسٹ کراچی